COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

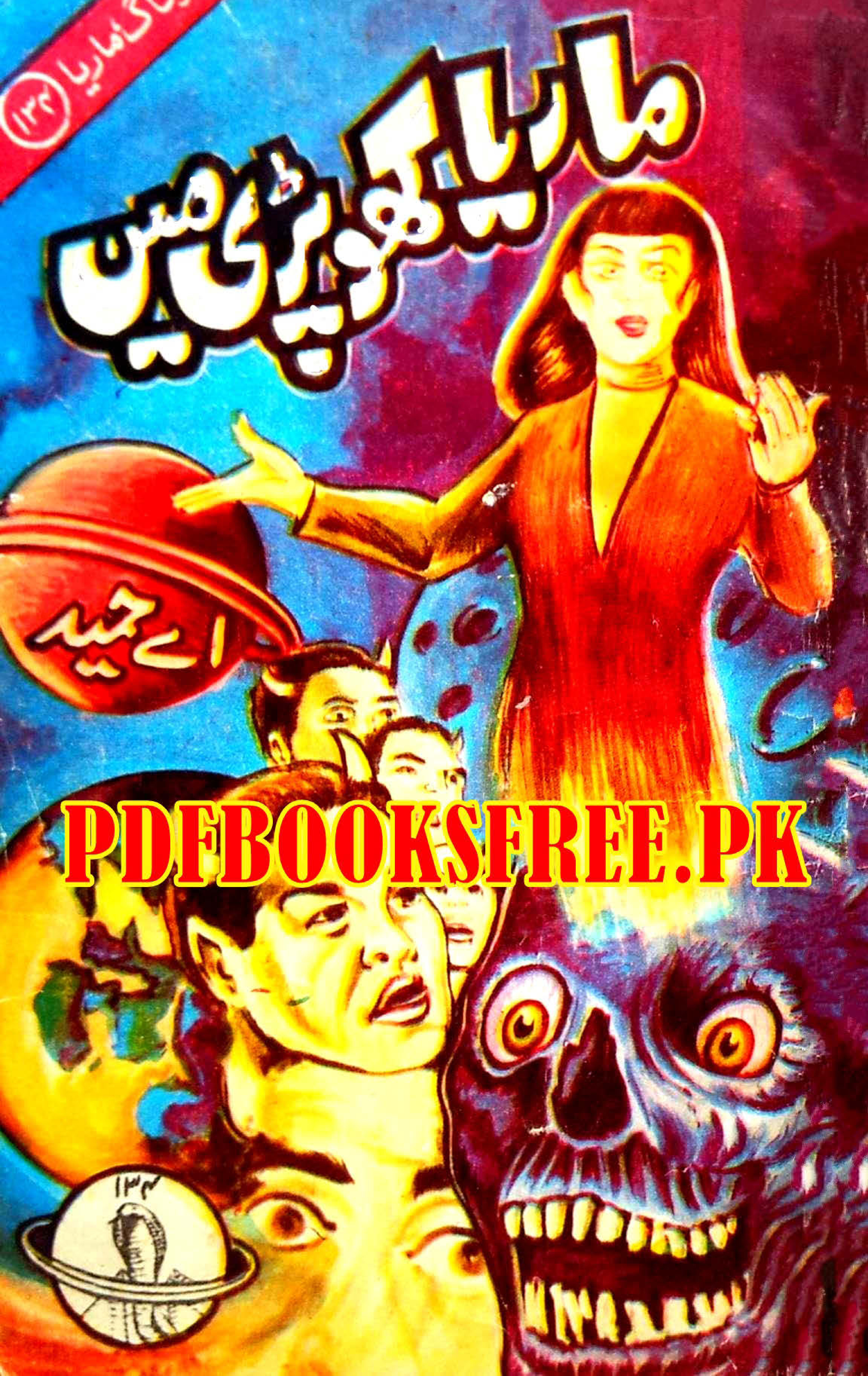

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹی خلا میں

ماریا کھوپڑی میں

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کے دوستوں کی محفل میں ہم نے اپنے نئے دوستوں کا ہمیشہ تہہ دل سے استقبال کیا ہے۔ اس بار اس محفل میں دوسرے کئی دوستوں کے علاوہ ہمارے ایک معصوم دوست خالد اکبر کا اضافہ بھی ہوا ہے۔ وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں "کہ ہر ماہ کم از کم چھ کتب شائع کیا کریں۔ تین کتب پڑھنے سے دل نہیں بھرتا۔ یہی چاہتا ہے کہ پتا چلے آگے عنبر ناگ ماریا وغیرہ کے ساتھ کیا ہوا"

دوست یہ مسئلہ تو جب بھی رہے گا۔ کہ پھر کیا ہوا۔ کیونکہ عنبر ناگ ماریا تو اپنی زندگی کے ہزاروں سالہ سفر پر رواں دواں ہیں اور ان کے ساتھ نت نئے واقعات پیش آرہے ہیں۔ جب تک ان کا یہ دلچسپ سفر جاری ہے۔ اور جاری رہے گا۔ ہر ماہ تین ناول آپ کو ملتے رہیں گے۔ کیونکہ مجھے آپ بچوں کے علاوہ بڑوں کے لیے بھی ہر ماہ کچھ نہ کچھ لکھنا ہوتا ہے۔ جو کراچی کے مشہور رسالوں میں شائع ہوتا رہتا ہے۔ اس کے باوجود میں اپنا زیادہ وقت آپ بچوں کی کتابوں کو ہی دیتا ہوں۔

تمہارا انکل

اے حمید

N-454۔ راہ چمن سمن آباد لاہور۔

قیمت ۔/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اوّل ـــ

ناشر: مکتبہ اقراء ۱۴ شاہ عالم مارکیٹ لاہور

طابع: الفرید پرنٹرز۔ لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

- عنبر لاش سے ٹکرا گیا
- مہارانی کیٹی کا معمہ
- ڈھانچہ بولنے لگا
- ماریا کھوپڑی میں
- بوڑی والا مُردہ

عنبر لاش سے ٹکرا گیا

کیٹی درختوں سے نکل کر سمندر کی طرف بھاگی جا رہی تھی۔
اندھیرے میں تھیوسانگ کو اس کا ہیولا صاف نظر آ رہا تھا۔
اس کا شاہی لباس لہرا رہا تھا۔ وہ بار بار کہہ رہی تھی "مجھے راجہ کی لاش کے ساتھ جل جانے دو۔ میں رانی کوکلا ہوں۔ میں اپنے راجہ کے ساتھ ستی ہوں گی۔ میرے راجہ کی روح مجھے بلا رہی ہے"
تھیوسانگ اس کے پیچھے دوڑا۔ اب اس میں کوئی شک نہیں رہا تھا کہ کسی وجہ سے کسی جادو یا طلسم کی وجہ سے کیٹی کی یادداشت گم ہو گئی تھی۔ وہ اپنے آپ کو راجہ کی رانی سمجھ رہی تھی اور رانی بن کر ہی شاہی محل میں ظاہر ہوئی تھی۔ تھیوسانگ یہ کبھی برداشت کر ہی نہیں سکتا تھا کہ کیٹی چتا کے شعلوں پر جل کر راکھ ہو جائے۔

وہ پوری رفتار سے دوڑا اور کیٹی کے سر پہ پہنچ گیا ——
—— کیٹی نے جو رانی تھی۔ پیچھے مڑ کر غضبناک نگاہوں سے تھیوسانگ کو دیکھا اور چلائی۔

"تم کون ہو! خبردار میرے قریب نہ آنا۔ نہیں تو خنجر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنے سینے میں گھونپ کر جان دے دوں گی۔"

تھیوسانگ وہیں رُک گیا۔ کیونکہ کیٹی نے اپنی ہیرے موتیوں والی قمیض کے اندر سے چھوٹا سا خنجر نکال لیا تھا۔ وہ خنجر ہاتھ میں لیے ہانپ رہی تھی۔ خنجر کا رُخ کیٹی کے سینے کی جانب تھا۔

تھیوسانگ نے ہاتھ بڑھا کر کہا۔

"کیٹی! کیٹی! ہوش میں آؤ۔ تم رانی نہیں کیٹی ہو میں تھیوسانگ ہوں۔ تمہارا دوست تھیوسانگ!"

کیٹی نے اسے جھڑک کر کہا۔

"خاموش بدتمیز! تمہیں رانی کو کلا پر اپنا جادو کرنے اور چتا سے اُٹھا کر یہاں لانے کی ہمت کیسے ہوئی؟ میں مہامنتری سے کہہ کر تمہاری گردن اُڑا دوں گی۔ میں رانی ہوں۔ اگر تم یہاں سے چلے نہ گئے تو میں خنجر مار کر اپنے آپ کو راجہ پر قربان کر دوں گی۔"

تھیوسانگ عجیب مشکل میں تھا۔ کیٹی اسے بالکل نہیں پہچان رہی تھی۔ خنجر اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ خودکشی کر سکتی تھی۔ اگر وہ راجہ کی لاش کے ساتھ آگ میں جل سکتی تھی تو خنجر سے اپنی جان بھی لے سکتی تھی۔

اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے رانی! میں ___ میں جاتا ہوں۔ تم ___ تم

خودکشی نہ کرو۔ میں جاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ اس کی طرف بڑھنے لگا۔ کیٹی نے چیخ کر کہا۔

"مجھے ہاتھ نہ لگانا۔ میں خنجر گھونپ لوں گی۔"

تھیوسانگ وہیں ٹھٹھک گیا۔ "میں جا رہا ہوں رانی جی! میں جا رہا ہوں۔" اور تھیوسانگ پیچھے ہٹنے لگا۔ رانی یعنی کیٹی نے خنجر اپنے ہاتھ میں ہی رکھا۔ اور سمندر کی طرف تیز تیز قدموں سے چلنے لگی۔ وہ سمندر کی گھاٹ پر جانا چاہتی تھی تاکہ وہاں کسی شاہی کشتی میں بیٹھ کر سراندیپ جائے۔ جہاں وہ راجہ کی لاش کے ساتھ آگ میں جل کر اپنی جان دے سکے۔ تھیوسانگ جنگل کے اندھیرے میں چھپ گیا۔ اسے کیٹی کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ کیونکہ کیٹی کی شخصیت رانی میں گم ہو گئی تھی۔ وہ اندھیرے میں دیکھ بھی نہیں سکتی تھی۔ تھیوسانگ نے اس کی اس کمزوری سے فائدہ اُٹھایا اور پرے ہو کر ایسی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ جہاں سے کیٹی گزرنے والی تھی۔

جونہی کیٹی بھاگتی ہوئی وہاں سے گزری تو تھیوسانگ نے اس کے اوپر چھلانگ لگا دی۔ دونوں گھاس پر گرے۔ اس عرصے میں تھیوسانگ کیٹی کے جسم کے ساتھ اپنی انگلی لگا چکا تھا۔ انگلی کے چھوتے ہی کیٹی ایک انگلی کے برابر چھوٹی ہو گئی اور اپنے آپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو اس حالت میں دیکھ کر دہشت کے مارے اس کا چھوٹا سا جسم کانپ رہا تھا۔ پھر وہ غش کھا کر گر پڑی۔ تھیوسانگ نے اسے اٹھا کر جیب میں رکھا۔ اور جیب میں ہاتھ ڈال لیا کہ کیٹی ہوش میں آجانے پر باہر نہ نکل آئے۔ وہ جتنی تیزی سے چل سکتا تھا۔ کارواں سرائے کی طرف جانے کی بجائے لنکا کی سب سے بڑی سرائے کی جانب روانہ ہوگیا۔ رات کا پچھلا پہر ہو رہا تھا۔ لنکا شہر کی بڑی سرائے سے صبح منہ اندھیرے قافلے واپس ہندوستان کی طرف روانہ ہوتے تھے۔ تھیوسانگ اب ایک پل کے لیے بھی اس ملک میں نہیں رہنا چاہتا۔ کیونکہ وہاں کیٹی کی زندگی کو خطرہ تھا۔ اونچے اونچے درختوں سے نکل کر تھیوسانگ چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے بیچ میں سے گزرنے لگا۔ وہ لمبے لمبے قدم اٹھائے چلا جا رہا تھا کہ اچانک آسمان پر بجلی چمکی۔ تھیوسانگ نے آسمان کی طرف دیکھا۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ بادلوں کا نام و نشان تک نہ تھا۔ پھر یہ بجلی کہاں چمکی تھی؟

وہ سوچ ہی رہا تھا کہ بجلی ایک بار پھر چمکی اور زور کی کڑک پیدا ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی منگلا دیوی کی شکل درختوں میں سے اتر کر تھیوسانگ کی طرف آئی۔ اس کے ہاتھ میں ترشول تھا۔ زبان باہر لٹک رہی تھی۔ گلے میں انسانی کھوپڑیوں کا ہار تھا۔ اور آنکھیں

آگ کے شعلے برسا رہی تھیں۔ تھیوسانگ وہیں رک گیا۔ منگلا دیوی نے ترشول والا ہاتھ اوپر اٹھایا اور تیز سیٹی ایسی آواز میں بولی۔

"تم کیٹی کو ساتھ لے کر اس ملک سے کہیں نہیں جا سکتے۔ یہ رانی ہے۔ اسے راجہ کے ساتھ ہی چتا کی آگ میں جلنا ہے۔ اور اب میں تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

منگلا دیوی کا ترشول اس کے ہاتھ سے نکل کر تیر کی طرح تھیوسانگ کی طرف بڑھا۔ ترشول میں سے آگ کی چنگاریاں چھوٹ رہی تھیں۔ عین اس وقت پہاڑی کے غار میں ایک لمبی ڈاڑھی اور لمبی جٹاؤں والا ایک سادھو نمودار ہوا۔ اس نے اپنے پاؤں کی کھڑائیں اتار کر ہوا میں پھینکیں۔ کھڑائیں بادلوں کی گرج کی آواز کے ساتھ اڑتے ہوئے ترشول سے جا کر ٹکرائیں۔ ترشول ہوا میں غائب ہوگیا اور منگلا دیوی چیخیں مارتی وہاں سے بھاگ گئی۔ تھیوسانگ نے پلٹ کر سادھو کی طرف دیکھا۔ اب صبح کی پھیکی پھیکی روشنی ہو گئی تھی۔ کھڑائیں واپس سادھو کے پاس چلی گئیں۔ سادھو نے تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"بیٹے میرے پاس آجاؤ۔ منگلا تمہیں کچھ نہیں کہے گی اب۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ جلدی سے سادھو کے پاس چلا گیا۔ اس سادھو کا جسم دبلا پتلا تھا۔ مگر چہرے پر ایک عجیب سی چمک تھی۔ وہ تھیوسانگ کو غار کے اندر لے گیا۔ غار میں ہرن کی کھال بچھی تھی۔ سامنے کنول کے کچھ پھول پڑے تھے۔ سادھو نے تھیوسانگ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ خود بھی ہرن کی کھال پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ اور بولا:

"اگر میں وقت پر نہ پہنچتا تو منگلا دیوی نے تمہیں ہلاک کر دیا ہوتا"

تھیوسانگ بولا۔

"مہاراج یہ میرے پیچھے کیوں پڑی ہے؟"

سادھو مسکرایا۔ بولا۔

"بیٹے یہ تم مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو؟ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہاری جیب میں کیٹی موجود ہے جس کی تلاش میں منگلا یہاں آئی تھی؟"

تھیوسانگ بڑا حیران ہوا کہ اس سادھو کو سب حال معلوم تھا۔ اس نے کہا۔

"مگر مہاراج! یہ منگلا میری دوست کیٹی کو کیوں مارنا چاہتی ہے؟"

سادھو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس لیے کہ کیٹی نے اس کے مندر کے مقدس ناریل کو توڑ دیا تھا۔ منگلا نے اس سے یہ انتقام لیا کہ اس کی یادداشت گم کر کے اسے راجہ کے محل میں داسی بنا کر بھیج دیا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ راجہ دوسرے روز مر جائے گا اور کیٹی رانی کی شکل میں راجہ کے ساتھ ہی چتا کی آگ میں جل کر مر جائے گی۔"

تھیوسانگ بولا۔

"اب میں کیا کروں مہاراج؟ یہ منگلا تو پھر مجھ پر حملہ کر کے کیٹی کو نقصان پہنچائے گی۔ میں پردیس میں ہوں۔ اس کے پاس طلسم ہے۔ میں اس سے کیٹی کو کب تک بچا سکوں گا؟"

سادھو کہنے لگا۔

"بیٹے میں جانتا ہوں تم دونوں اس دنیا کے نہیں بلکہ ایک خلائی سیارے کی دنیا کے رہنے والے ہو۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ کیٹی صرف آگ میں جلنے سے مر سکتی ہے اور تم صرف اس صورت میں مر سکتے ہو کہ تمہاری ایک انگلی کاٹ دی جائے مگر منگلا دیوی کی طاقت بہت زیادہ ہے۔ وہ اپنے ترشول سے تمہاری ساری انگلیاں کاٹ سکتی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ ایک بار تو سکتے میں آگیا۔ سادھو کو اس کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو گیا تھا۔ اس نے کہا۔

"مہاراج! اب جبکہ آپ پر میرا حال روشن ہو چکا ہے تو میری مدد کریں اور مجھے اس منگلا سے صرف اتنی دیر تک بچائیں۔ کہ میں کیٹی کو لے کر اس ملک سے باہر نکل سکوں"

سادھو نے کہا۔

"بیٹے یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔ کیونکہ میری طاقت اور اختیار صرف ان پہاڑیوں کے اندر تک ہی ہے۔ اس کے باہر میں تمہاری جان منگلا کے حملے سے محفوظ کر دوں"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"لیکن مہاراج کیٹی کا کیا ہو گا۔ منگلا کیٹی کو زندہ نہیں چھوڑے گی۔ کیا کیٹی کی یادداشت واپس نہیں آ سکتی۔ اس کو میں پڑا کر ڈوں تو وہ راجہ کے محل کی طرف بھاگتی ہے اور بار بار یہی کہتی ہے کہ میں رانی ہوں۔ میں راجہ کے ساتھ ستی ہوں گی"

سادھو بولا۔

"اب اسے راجہ کی لاش کے ساتھ ستی نہیں کیا جائے

گا۔ کیونکہ راجہ کی لاش اس وقت چتا پر جل رہی ہے"

تھیوسانگ نے جلدی سے پوچھا۔

"کیا اس کی باقی رانیاں بھی ساتھ ہی جلا دی گئیں ہیں؟"

سادھو نے کہا۔

"ہاں۔ اس ملک کا یہی دستور ہے۔ کیونکہ ساتویں رانی یعنی کیٹی نہیں جل سکی۔ اس لیے راجہ کی چتا کو رسم کے مطابق آگ دکھا دی گئی۔ اب کیٹی اگر محل میں واپس بھی چلی گئی۔ تو اسے چتا پر کوئی نہیں جلائے گا"

تھیوسانگ نے کہا۔

"لیکن مہامنتری اس کو سخت سزا دے گا۔ کیونکہ وہ فرار ہو گئی تھی"

سادھو بولا۔

"تم کیٹی کو رانی کوکلا کی حیثیت میں راجہ کے محل کی طرف جانے دو۔ میں اگنی دیوتا کے روپ میں اس کے ساتھ ہوں گا اور مجھے دیکھ کر مہامنتری اور سارے درباری کیٹی کو کچھ نہیں کہیں گے۔ بلکہ اس کی پوجا شروع کر دیں گے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ نے پریشانی سے کہا۔

"مگر مہاراج کیٹی کب تک اس محل میں رانی کو کلا بن کر رہے گی۔ میں تو اسے اپنے ساتھ ہندوستان واپس لے جانا چاہتا ہوں"

سادھو مسکرانے لگا۔

"بیٹے تھیوسانگ! تمہیں تو ابھی عنبر ناگ ماریا سے بھی ملاقات کرنی ہے"

تھیوسانگ چونک اٹھا۔ سادھو کو سب کچھ معلوم تھا اس نے کہا۔

"مہاراج! آپ تو دلوں کے حال جانتے ہیں۔ تو پھر مجھے یہ بھی بتا دیجیے کہ عنبر ناگ ماریا سے کب ملاقات ہوگی؟"

سادھو ایک پل کے لیے خاموش ہوگیا۔ پھر کہنے لگا۔

"بیٹا یہ بتانے کی ہمیں اجازت نہیں ہے۔ اب تم ایسا کرو کہ کیٹی کو لے کر راجہ کے محل کے پچھواڑے جو پرانا باغ ہے۔ وہاں چلے جاؤ اور اسے بڑا کر کے وہیں کھڑے رہنا۔ پھر جو ہوگا اسے دیکھ لینا اور وہاں یہ راکھ اپنے اور کیٹی کی گردن پر لگا دینا۔ اس سے تم منگلا کے طلسم سے محفوظ ہو جاؤ گے۔ مگر یاد رکھنا اگر

تم میں سے کوئی بھی منگلا دیوی کے مندر کے احاطے میں داخل ہوا تو اس راکھ کا اثر جاتا رہے گا۔ پھر منگلا دیوی کا جادو تم پر چل سکے گا"

تھیوسانگ نے سادھو سے چٹکی بھر کر راکھ لی۔ اسے اپنی گردن پہ ملا۔ پھر جیب میں انگلی ڈال کر ننھی سی کیٹی کی گردن پہ بھی مل دیا۔ کیٹی اس کی جیب میں بے ہوش پڑی تھی۔

سادھو نے کہا۔

"بیٹا اب تم راجہ کے باغ میں جاؤ۔ اور جو ہونے والا ہے اسے دیکھو"

تھیوسانگ نے سادھو کو سلام کیا اور غار سے باہر نکل آیا۔

وہ باہر نکلا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ راجہ کے محل کے پچھواڑے ایک پرانے باغ میں کھڑا تھا۔ دن نکل آیا تھا۔ سورج کی سنہری روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ راجہ کے محل کے باغ کا یہ پچھلا حصہ تھا اور یہاں بے شمار پھل دار درخت اُگے ہوئے تھے۔ درختوں کی ٹہنیاں پھلوں سے لدی ہوئی تھیں۔ ایک طرف پانی کا چھوٹا سا حوض تھا۔ جس میں سے ایک نالی کے ذریعے پانی نکل کر باغ میں جا رہا تھا۔

تھیوسانگ نے کیٹی کو اپنی جیب سے نکالا اور ایسا ہی کیا جیسے کہ سادھو نے کہا تھا۔ اس نے کیٹی کے جسم کے ساتھ اپنی انگلی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگائی۔ وہ ایک دم سے بڑی ہو گئی۔ اس کا لباس راجکماریوں ایسا ہی تھا۔ سر پر سونے کا تاج تھا۔ گلے میں موتیوں کی مالائیں تھیں۔ اس نے تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور بولی۔

"گنگو! کیا ہم مرنے کے بعد جنت میں آ گئے ہیں۔ ہم تو راجہ کی لاش کے ساتھ چتا میں جل گئے تھے!"

تھیوسانگ فوراً سمجھ گیا کہ یہ سادھو کی راکھ کا اثر ہے اور کیٹی اب تھیوسانگ کو اپنا شاہی نوکر سمجھنے لگی ہے اور اسے یقین ہو رہا ہے کہ وہ چتا میں جل مری تھی اور اب جنت میں آ گئی ہے۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"رانی جی! یہ آپ کا اپنا محل ہے۔ آپ کو راجہ کی لاش کے ساتھ جلنے کے بعد دیوتاؤں نے خوش ہو کر واپس محل میں بھیج دیا ہے۔"

کیٹی نے کوئی جواب نہ دیا۔ ایک نظر محل پر ڈالی اور بولی۔

"میرے ساتھ آؤ۔ میں راج محل میں جاؤں گی۔"

جونہی کیٹی راج محل میں داخل ہوئی وہاں شور مچ گیا کہ رانی کوکلا واپس محل میں آ گئی ہے۔ مہامنتری نے آگے بڑھ کر رانی یعنی کیٹی کا سواگت کیا۔ اب وہ اسے رسم کے مطابق چتا کی آگ کے حوالے نہیں کر سکتا تھا۔ مگر اس بات کا اسے بے حد غصہ تھا کہ رانی کوکلا عین وقت پر فرار ہو گئی تھی۔ اور باقی چھ رانیاں تو راجہ کے ساتھ جل مریں مگر رانی کوکلا نے چتا میں جلنے کی رسم پوری نہیں کی۔ مگر چونکہ اس ملک میں یہ رسم تھی کہ اگر وقت پر کسی بھی رانی کو چتا پر نہ لایا جا سکے اور راجہ کی لاش کو آگ دکھا دی جائے۔ تو اس رانی سے لوگ عقیدت اور محبت کرنے لگتے تھے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ دیوتا اگنی نے خود اس رانی کو جلنے سے بچایا ہے۔ اور یہی دیوتاؤں کا منشاء بھی تھا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ محل میں بہت سے درباری اور اہلکار رانی کوکلا کا احترام کرنے لگے اور انہوں نے جے اگنی دیوتا کے نعرے بلند کئے۔ یہ بات ان کے سامنے واضح ہو گئی تھی کہ رانی کوکلا یعنی کیٹی کو خود اگنی دیوتا نے چتا کی آگ سے بچایا ہے۔ مگر مہامنتری کے دل میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔ وہ رانی کوکلا یعنی کیٹی کو کسی حالت میں بھی زندہ دیکھنا گوارا نہیں کر سکتا تھا۔ اس پر ظلم یہ ہوا کہ ______ درباریوں نے راجہ کی موت کے بعد راجہ کے بھائی کو تخت پر بٹھانے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ راجہ کی ساتوں رانیوں میں سے کوئی اولاد نہیں تھی۔ مہامنتری تو جل بھن کر راکھ ہو گیا۔ کیونکہ وہ خود راج گدی پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ نئے راجہ کو رانی کوکلا یعنی کیٹی کی حمایت حاصل تھی۔ اب تو رانی کوکلا یعنی کیٹی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے راستے سے ہٹانا ضروری ہو گیا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مہامنتری بڑا عیار وزیر تھا۔ وہ اوپر سے تو کیٹی کے ساتھ بے حد عزت و احترام سے پیش آتا رہا مگر اندر ہی اندر اس کو ختم کر دینے کی سازش تیار کرنے لگا۔ محل میں کسی رانی کو مارنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ لیکن مشکل یہ آن پڑی تھی کہ درباری اور رعایا رانی کو اب دیوتا اگنی کا خاص اوتار سمجھنے لگی تھی۔ کیونکہ آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ کہ رانیاں چتا کی آگ سے بچ جائیں۔ اور رانی کوکلا بچ گئی تھی۔ اس سے یہی ثابت ہوتا تھا کہ اسے اگنی دیوتا نے بچایا ہے۔ اور وہ اس کی چہیتی رانی ہے۔ مہامنتری اب اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ رانی کوکلا یعنی کیٹی کو زہر دے کر مار ڈالے اس پر زبردست ہنگامہ اُٹھ سکتا تھا۔ ملک میں بغاوت بھی ہو سکتی تھی۔ چنانچہ مہامنتری نے اس پر غور کرنا شروع کر دیا۔

دوسری طرف اب تھیوسانگ کو بھی گنگو نوکر کی حیثیت سے محل میں رہنے کی اجازت مل گئی تھی۔ وہ ایک طرح سے کیٹی کا باڈی گارڈ بن کر اس کی حفاظت کرنے لگا تھا۔ مہامنتری کا سارے راج محل میں صرف ایک ہی راز دار دوست تھا جو شاہی محل کا شاہی وید یعنی حکیم تھا۔ پرانے ہندوستان میں حکیم کو وید کہا جاتا تھا۔ یہ وید بڑا ہوشیار اور تجربہ کار آدمی تھا۔ مہامنتری نے اس کے آگے اپنے دل کا حال رکھ دیا۔ اور کہا۔

"وید جی! رانی کوکلا نے راجہ کے بھائی کو تخت پر بٹھا

دیا ہے۔ اب اس کا بھائی راجہ ہے۔! اگر میں راجہ بن گیا تو آپ کو اپنا وزیرِ اعلیٰ بنا لوں گا۔ لیکن میرے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ رانی کوکلا ہے۔ جس کو رعایا اور درباری، سبھی اگنی دیوتا کا اوتار سمجھ رہے ہیں۔ جب تک وہ زندہ ہے۔ نہ میں راجہ بن سکتا ہوں، نہ آپ وزیرِ اعلیٰ بن سکتے ہیں۔ کوئی ایسا جتن کیجیئے کہ ہمارے راستے کا یہ سب سے بڑا روڑا ہمیشہ کے لیے نیست و نابود ہو جائے"

وید کچھ دیر تک خاموشی سے غور کرتا رہا۔ پھر مہامنتری کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

"مہامنتری جی! آپ میرے دوست ہیں۔ آپ نے مجھ پر جو بھروسہ کیا ہے۔ میں اس پر پورا اتروں گا۔ رانی کوکلا کو ختم کرنا ان حالات میں آسان نہیں ہے۔ مگر میرے پاس ایسی پھیکی ذائقے والی جڑی بوٹی موجود ہے جس کے سفوف کو اگر آپ رانی کے کھانے میں تھوڑا تھوڑا روز ملاتے رہیں تو وہ پہلے بیمار پڑے گی اور پھر بخار میں سوکھ کر کانٹا ہو جائے گی اور پھر مر جائے گی۔ اس طرح سے کسی کو آپ پر شک بھی نہیں ہوگا۔ اور۔۔۔ ہمارے راستے کا کانٹا بھی نکل جائے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ویدنے مہامنتری کو ایک خاص جڑی بوٹی کا سفوف سیاہ ڈبی میں ڈال کر دیا اور کہا۔

"یہ ایک مہینے کی خوراک ہے۔ روزانہ رانی کے کھانے میں اس کی ایک چٹکی ڈال دیا کرنا۔ یہ پھیکا ہے۔ رانی کو پتہ بھی نہیں چل سکے گا۔"

مہامنتری نے ڈبی کو جیب میں ڈالا۔ اور اپنے محل کی خفیہ خواب گاہ میں ایک خفیہ جگہ پر لے جا کر رکھ دیا۔ تھیوسانگ کو اس سازش کی بالکل خبر نہ ہو سکی۔ دوسری طرف منگلا دیوی بھی کیٹی سے بدلہ لینے کو بے تاب تھی۔ مگر سادھو نے جو راکھ کیٹی اور تھیوسانگ کے جسم پر لگا دی تھی اس کی وجہ سے منگلا دیوی ان دونوں کے قریب نہیں پھٹک سکتی تھی اور اس کا طلسم بھی ان پر نہیں چل رہا تھا۔ منگلا دیوی اپنے مندر میں چلی گئی۔ اور کسی خاص موقع کا انتظار کرنے لگی۔

○ ○

اب ہم عنبر کی طرف چلتے ہیں۔ ماریا اور ناگ تو فضا میں پرواز کرتے لنکا کی طرف چلے آ رہے تھے جبکہ عنبر بھی اپنے ایک ساتھی کے ساتھ گھوڑے پر سوار ملک لنکا کی طرف آ رہا تھا۔ عنبر کے ساتھی کا نام بھاسکر ہے اور آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ اس شخص بھاسکر کو ایک ایسے زہریلے سانپ نے کاٹا تھا جس کے زہر نے اس کے جسم میں اتنی گرمی اور تپش پیدا کر دی تھی کہ وہ کھڑے کھڑے پورے حوض کا پانی بالٹیوں سے پی جاتا تھا اور یہ پانی بھاپ بن کر اس کے جسم سے نکلتا جاتا تھا۔ عنبر نے اسے ایک خاص بوٹی کھلا دی جس کا اثر چوبیس گھنٹے تک رہتا تھا۔ چوبیس گھنٹے تک پیاسے بھاسکر کو پیاس نہیں لگتی تھی۔ اس کے بعد عنبر اسے پھر ایک خوراک کھلا دیتا تھا۔ اسی طرح وہ ملک لنکا میں داخل ہو گئے۔

پیاسے بھاسکر نے عنبر کو بتایا تھا کہ لنکا کے شیلام مندر میں اس کا ایک رشتے دار پجاری ہے وہ اس کے پاس جا کر ٹھہریں گے۔ عنبر نے اس شخص بھاسکر کو یہ کہا تھا کہ وہ ناگ کی تلاش میں ہے جو اس کے جسم سے سانپ کا زہر اپنے منتر سے ختم کر دے گا اور پھر اسے خوفناک پیاس سے نجات مل جائے گی۔ لنکا میں آتے ہی بھاسکر نے شیلام مندر کی تلاش شروع کر دی۔ عنبر کو وہاں تھیوسانگ اور کیٹی کی خوشبو اس لیے نہ آئی کہ انہوں نے اپنی گردنوں پر سادھو کی دی ہوئی راکھ ملی ہوئی تھی۔ اس راکھ کا ہی اثر تھا کہ کیٹی اور تھیوسانگ کو بھی عنبر کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ کیٹی کو عنبر ناگ ماریا کی خوشبو آ ہی نہیں سکتی تھی۔ کیونکہ وہ تو منگلا کے طلسم کی وجہ سے اپنی یادداشت ہی گنوا بیٹھی تھی۔

عنبر کو بھاسکر اپنے ساتھ لنکا شہر کے کنارے ایک ٹیلے کے دامن میں لے گیا۔ اسے کسی نے بتایا تھا کہ شیلام مندر اسی ٹیلے کے پاس ہی ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انہوں نے ٹیلے کے آس پاس بہت دیکھا مگر انہیں ایسا کوئی مندر وہاں نہ ملا۔ بھاسکر نے ایک گھاٹی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"عنبر بھائی! وہ دیکھو۔ گھاٹی میں مجھے ایک چھوٹی سی برجی دکھائی دے رہی ہے۔ کہیں یہی شیلام مندر تو نہیں ہے؟"

وہ دونوں پتھروں میں سے گزرتے گھاٹی میں گئے تو دیکھا کہ وہاں باقاعدہ کوئی مندر تو نہیں تھا۔ مگر کسی مندر کی ٹوٹی پھوٹی ایک کوٹھڑی ضرور تھی۔ اس کے باہر جو چھوٹا سا چبوترہ تھا وہ بھی ڈھے گیا تھا۔ پتھر نیچے گرے ہوئے تھے۔ کوٹھڑی کے اندر دیوار میں مورتی رکھنے والا جو طاق تھا، وہ بھی خالی تھا۔ اس میں مورتی نہیں تھی۔ عنبر نے کہا۔

"یہ کبھی مندر ضرور تھا مگر اب تو یہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ پجاری نہ مورتی ـــــ"

بھاسکر جھک کر بڑے غور سے طاق کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"لگتا ہے کوئی اس طاق میں سے مورتی اکھاڑ کر لے گیا ہے مورتی کے پاؤں کے نشان مٹی میں اسی طرح موجود ہیں۔"

عنبر نے پوچھا کہ اس مندر میں کس دیوی کی مورتی رکھی جاتی تھی؟

بھاسکر بولا۔

"میرا رشتے دار اسی مندر کا پجاری ہو گا۔ اس علاقے میں لوگ منگلا دیوی کی پوجا کرتے ہیں۔ ضرور یہاں منگلا دیوی کی مورتی ہی ہو گی۔"

عنبر نے اس میں کوئی زیادہ دلچسپی نہ لی۔ کیونکہ اسے تو شہر لنکا میں کوئی ٹھکانہ چاہیے تھا جہاں رہ کر وہ ناگ، ماریا اور تھیوسانگ کیٹی کا سراغ لگا سکے۔ اس نے بھاسکر سے کہا۔

"چلو ہمیں رہنے کو جگہ تو مل گئی ہے۔ تم اس جگہ بیٹھنا میں شہر میں جا کر ناگ کو تلاش کرتا ہوں۔"

بھاسکر بولا۔

"عنبر بھائی! تم نے یہ مجھے بوٹی کھلا کے احسان ہی نہیں کیا بلکہ میرے اندر جلتی ہوئی آگ کو بجھا دیا ہے۔ مگر یہ بوٹی تو صرف ایک دن کی رہ گئی ہے۔ اس کے بعد کیا ہو گا؟"

عنبر کہنے لگا۔

"فکر کیوں کرتے ہو بھاسکر۔ میں اس جنگل سے نئی بوٹی توڑ کر لے آؤں گا۔"

بھاسکر تو ٹوٹے پھوٹے مندر کی کوٹھڑی کے باہر چبوترے پر بیٹھ گیا اور عنبر ناگ کی تلاش میں شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ دوپہر کے بعد جب وہ واپس آیا تو بھاسکر کی حالت ٹھیک نہیں تھی۔ اس کے جسم میں سانپ کے زہر کی تپش بڑھنے لگی تھی۔ اور وہ پانی پانی پکار رہا تھا۔ عنبر نے اسے تسلی دی اور جنگل میں بوٹی ڈھونڈنے چل دیا۔ وہ دیر تک جنگل میں پھرتا رہا مگر اسے وہ بوٹی جس سے بھاسکر کے بدن کی آگ ٹھنڈی ہو، کہیں نہ ملی۔ ناکام ہو کر واپس آیا تو دیکھا کہ بھاسکر اسی طرح زمین پر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جس طرح مچھلی پانی کے باہر تڑپتی ہے۔ عنبر نے اسے سنبھالا دیا۔ اس کے جسم میں سے اتنا تیز سینک نکل رہا تھا کہ لگتا تھا اس کے بدن کے اندر آگ لگی ہوئی ہے۔

بھاسکر کو جب پتہ چلا کہ عنبر کو جنگلی بوٹی نہیں مل سکی تو اس نے ایک چیخ ماری اور جنگل کی طرف بھاگ نکلا۔ وہ پانی کی تلاش میں بھاگا تھا۔ عنبر اس کے پیچھے پیچھے دوڑا۔ وہ اسے اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ بھاسکر بے چارے کو تو آگ لگی تھی وہ گھوڑے کی طرح بھاگتا جنگل میں ایک طرف نکل گیا۔ اُسے اس طرف سے پانی کی خوشبو آرہی تھی۔ ایک ٹیلے کے نیچے بھاسکر کو ایک چھوٹا سا جوہڑ یعنی جنگلی حوض نظر آیا۔ بھاسکر نے دھڑام سے پانی کے حوض میں چھلانگ لگا دی۔ پانی میں گھستے ہی ایسی آواز آئی جیسے کوئی جلتی ہوئی لکڑی پانی میں ڈال دے۔ بھاسکر نے اپنے ہونٹ حوض کے پانی میں ڈبو دیئے اور بھینس کی طرح دھڑا دھڑ پانی پینا شروع کر دیا۔ پانی بھاسکر کے بدن میں گیا تو اس کے جسم میں سے بھاپ اُٹھنے لگی۔ یہ وہی پانی تھا جو بھاسکر پی رہا تھا حوض کا پانی آہستہ کم ہونے لگا تھا۔

دوسری طرف عنبر اپنے دوست بھاسکر کو ڈھونڈتا جنگل میں تیز تیز چلا آرہا تھا۔ وہ گھنی جھاڑیوں میں سے گزر رہا تھا۔ یہاں ایک تو جھاڑیاں بہت زیادہ تھیں دوسرے درختوں کے اوپر لمبی لمبی بیلیں جھالروں کی طرح لٹکی ہوئی تھیں۔ عنبر انہیں ہاتھ سے ہٹاتا آگے

بڑھ رہا تھا۔ کہ اچانک اس کا ہاتھ کسی کے پاؤں سے ٹکرایا۔ عنبر حیران ہوا کہ درخت پر کسی انسان کا پاؤں کیسے لٹک رہا ہے؟ اس نے بیلوں کو الگ کیا تو اسے آواز سنائی دی۔

" تو نے میرے جسم کو چھو لیا۔ اب تو میری جگہ پر آئے گا۔ اب تو میری جگہ پر آئے گا۔"

عنبر نے دیکھا درخت کی ایک ٹہنی کے ساتھ ایک آدمی کی لاش لٹک رہی ہے۔ اس آدمی کی گردن میں رسی پڑی تھی اور رسی کا ایک سرا درخت کی ٹہنی کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ لاش کی گردن ایک طرف کو ٹیڑھی ہو گئی تھی۔ عنبر نے پوچھا۔

" اگر تو لاش ہے تو کیا تو زندہ ہے؟"

لاش نے کہا۔

" تمہیں ابھی پتہ چل جائے گا۔ ابھی پتہ چل جائے گا۔ اب تو میری جگہ آئے گا۔"

عنبر پریشان ہوا کہ یہ لاش کس قسم کی ہے اور اسے بار بار کیوں کہہ رہی ہے کہ اب تو میری جگہ پر آئے گا۔ عنبر نے سوچا کہ یہاں سے فرار ہو جانے میں ہی بھلائی ہے۔ چنانچہ عنبر نے بھاگنے کے لیے قدم اٹھانے کی کوشش کی تو اسے احساس ہوا کہ وہ اپنا قدم آگے نہیں اٹھا سکتا۔ اس کے دونوں پاؤں کئی کئی من بھاری ہو گئے تھے۔ لاش کا ہلکا سا قہقہہ سنائی دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سنائی دیا۔

"تو یہاں سے ہل نہیں سکتا۔ اب تو میری جگہ پر آئے گا۔ آجا۔ آجا"

عنبر کے دیکھتے دیکھتے لاش کی گردن میں سے رسی کھل گئی اور وہ دھڑام سے نیچے گر پڑی۔ لاش کے گرتے ہی عنبر کے پاؤں اپنے آپ زمین سے اٹھنے لگے۔ اس نے پوری طاقت سے اپنے آپ زمین سے اوپر اٹھنے لگے۔ اس نے پوری طاقت سے اپنے آپ کو نیچے رکھنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اُسے کوئی بہت بڑی طلسمی طاقت جیسے اوپر درخت کی طرف کھینچ رہی تھی۔ اس نے چہرہ اوپر اٹھایا تو دیکھا کہ ٹہنی پر لٹکی ہوئی رسی سانپ کی طرح لہرا لہرا کر عنبر کو اپنے شکنجے میں لینے کے لیے بے تاب ہو رہی تھی۔ عنبر کے بازوؤں کی طاقت بھی جواب دے گئی تھی۔ وہ بے حس ہوتا جا رہا تھا۔ جونہی عنبر کا سر ٹہنی سے لٹکتی اور سانپ کی طرح بل کھاتی رسی کے قریب پہنچا تو رسی نے لپک کر عنبر کی گردن کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور پھر عنبر اسی طرح درخت سے لٹکنے لگا جس طرح پہلے لاش لٹکی ہوئی تھی۔ عنبر کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ اسے کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ مگر وہ زندہ تھا۔ اس کے نیچے جو لاش گری تھی اور جس کی جگہ عنبر خود لٹک گیا تھا وہاں سے غائب ہو چکی تھی۔ عنبر کو اپنی گردن میں بندھی ہوئی رسی سے سخت تکلیف ہونے لگی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اسے تکلیف کا احساس ہوا تھا۔ وہ گھبرا گیا۔ کہیں اس کی طاقت ختم تو نہیں ہو گئی؟ اس نے اپنے آپ کو ہلانا شروع کر دیا۔ اس کے بازوؤں میں طاقت واپس آ گئی تھی۔ اس نے ٹہنی کو پکڑ لیا۔ پھر ایک ہاتھ سے اپنی گردن میں بندھی ہوئی رسی کھول دی۔ وہ نیچے گر پڑا۔

گھاس پر گرتے ہی عنبر نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا۔ اس کی گردن پر نشان پڑ گیا تھا۔ جس میں سے ہلکا ہلکا سرخ خون رِس رہا تھا۔ عنبر گھبرایا۔ کیونکہ پہلے کبھی اس کے جسم سے خون نہیں نکلا تھا۔ کہیں وہ عام انسان کی حیثیت تو نہیں اختیار کر گیا؟ عنبر نے دیکھا کہ نیچے لاش بھی غائب تھی۔ وہ جنگل میں ایک طرف چلنے لگا۔ اسے ایک جگہ چھوٹا سا تالاب دکھائی دیا جو جھاڑیوں میں چھپا ہوا تھا۔ عنبر نے یہاں اپنی گردن کے زخم کو دھونے کے لیے اپنا سر جھکایا تو پانی میں اپنا عکس دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اس کی شکل بدل چکی تھی۔ اس کی شکل عنبر کی نہیں کسی دوسرے ایسے مرد کی شکل تھی جس کی آنکھیں لال اور ماتھے پر زخم کا نشان تھا۔ رنگ کالا تھا اور سر کے بال اُلجھے ہوئے تھے۔ عنبر ڈر کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے ایک بار پھر منہ آگے کر کے تالاب کے پانی میں اپنی شکل دیکھی۔ اس کی شکل عنبر کی شکل نہیں تھی۔ وہ عنبر سے کوئی دوسرا آدمی بن چکا تھا۔ کیا یہ لاش نے اس پر طلسم کیا تھا؟ خواہ کچھ بھی ہو۔ عنبر وہ پہلے والا عنبر نہیں رہا تھا۔ اس کی گردن پر رسی نے نشان ڈال دیا تھا۔ جس میں سے خون رِس رہا تھا۔ عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اس کی شکل اگرچہ کسی دوسرے آدمی کی ہو گئی تھی مگر ذہن عنبر ہی کا تھا۔ اب اس نے یہ دیکھنا چاہا کہ اس کی غیر معمولی طاقت بھی تو اس سے کہیں چھین نہیں لی گئی؟ اس نے جھاڑی میں سے ایک لمبا کانٹا توڑ کر اپنے بازو میں چبھویا تو درد سے اس کی چیخ نکل گئی۔ اور وہاں سے خون بھی نکل آیا۔ عنبر کا تو غم کے مارے دل بیٹھ گیا۔ اس کی غیر معمولی طاقت بھی اب اس کے پاس نہیں رہی تھی۔ تو کیا وہ مر بھی سکتا تھا؟

یہ ایک عجیب مصیبت اسے پڑ گئی تھی۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ آخر وہ اُٹھا اور جنگل میں درختوں کے بیچ میں سے ہوتا واپس چلنے لگا۔ ایک جگہ اسے درختوں کے درمیان بھاپ اُٹھتی نظر آئی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہاں اس کا ساتھی بھاسکر کسی تالاب یا حوض میں کھڑا پانی پی رہا ہو گا۔ وہ بھاپ کی طرف بڑھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اس کا ساتھی بھاسکر حوض میں بیٹھا منہ پانی کی سطح سے لگائے دھڑا دھڑ پانی پی رہا ہے اور اس کے جسم سے گرم بھاپ کے بادل اُٹھ رہے ہیں۔ حوض کا پانی ختم ہو رہا تھا اور تہہ کے ساتھ لگ گیا تھا۔ عنبر آہستہ آہستہ چلتا بھاسکر کے پاس گیا۔ بھاسکر نے چونک کر عنبر کی طرف دیکھا اور بولا۔

"کون ہو تم؟"

عنبر جانتا تھا کہ اس کی شکل بدلی ہوئی ہے۔ اس لیے بھاسکر

اسے نہیں پہچانے گا۔ اس نے ایک گہرا سانس بھرا اور بولا۔

"تمہارا نام بھاسکر ہے نا بھائی؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مہارانی کیٹی کا معمہ

بھاسکر نے پانی پینا بند کر دیا۔

حوض کا سارا پانی وہ پی گیا تھا۔ اور اب اسے چوبیس گھنٹوں تک پانی پینے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس نے تعجب سے عنبر کی طرف دیکھا اور بولا۔

"تم کون ہو بھائی اور تمہیں میرا نام کیسے معلوم ہوا؟"

عنبر نے سوچا کہ اس کو اپنی بپتا بتا دینی چاہیئے۔ عنبر کو اس وقت کسی مددگار ساتھی کی اشد ضرورت تھی۔ کیونکہ اس کی غیر معمولی طاقت ختم ہو چکی تھی۔ اور وہ ایک عام کمزور انسان بن گیا تھا۔ اس نے بھاسکر کو اپنی ساری دردناک کہانی سنا ڈالی۔ اور اسے بتایا کہ میں ہی عنبر ہوں۔ بھاسکر کو پہلے تو یقین نہ آیا۔ مگر عنبر نے کہا۔

"اگر میں عنبر نہ ہوتا تو مجھے تمہارا نام بھاسکر کیسے معلوم ہو جاتا؟ میں ہی تمہیں اپنے ساتھ لنکا دیس میں لایا ہوں۔ کہ یہاں اپنے ساتھی ناگ کو ڈھونڈھ کر اس سے تمہارے جسم میں جلتے ہوئے آتشی سانپ کے زہریلے اثر کو ختم کرا سکوں۔"

یہ ایسی راز کی بات تھی کہ سوائے عنبر کے اور کسی کو معلوم نہیں تھی بھاسکر کو یقین ہو گیا کہ یہی عنبر ہے۔ وہ حوض سے باہر نکل آیا۔ اس کے گیلے کپڑوں میں سے اب بھی ہلکی ہلکی بھاپ کی لہریں نکل رہی تھیں۔ اس نے عنبر کی شکل کو غور سے دیکھا اور بولا۔

"عنبر بھائی! تمہاری شکل تو بالکل بدل گئی ہے۔ تمہاری شکل تو کسی خونی ڈاکو سے ملتی ہے یہ کیا جادو طلسم ہو گیا ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"میں خود پریشان ہوں بھاسکر۔ میری سمجھ میں سوائے اس کے اور کچھ نہیں آ رہا کہ اس لٹکتی ہوئی لاش نے مجھ پر کوئی طلسم کیا ہے اور وہ خود آزاد ہو کر غائب ہو گئی ہے۔"

بھاسکر بولا۔

"میں نے تو یقین کر لیا کہ تم ہی عنبر ہو۔ لیکن کیا تمہارے دوست ناگ کو یقین آ جائے گا؟ اگر اسے یقین نہ آیا تو میرا علاج کون کرے گا۔ میرے جسم کی آگ کو کون ہمیشہ کے لیے ٹھنڈا کرے گا۔"

عنبر نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو بھاسکر۔ ناگ کو جب میں نے ساری بات سمجھا دی تو اسے ضرور یقین آ جائے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھاسکر اور عنبر گھاٹی سے نکل کر شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ اگرچہ عنبر اس سے پہلے بھی شہر کا ایک چکر لگا آیا تھا۔ لیکن اپنی شکل تبدیل ہو جانے کے بعد اس کے دل کو قرار نہیں آ رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ جتنی جلدی ہو سکے وہ ناگ یا کیٹی ماریا اور تھیوسانگ کو تلاش کر کے انہیں اپنی مصیبت سے آگاہ کرے اور اس مشکل کا کوئی حل ڈھونڈے۔ اس وقت دن ڈھل رہا تھا۔ وہ اور بھاسکر ایک جنگلی راستے پر چلتے شہر کے بڑے دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔ لوگ دروازے میں آجا رہے تھے۔

جونہی عنبر دروازے کے قریب پہنچا ایک آدمی اسے دیکھتے ہی بولا۔

"پانڈو! پانڈو!"

اور وہ ڈر کر بھاگ گیا۔ دوسرے لوگ، عنبر کو دیکھنے لگے اور وہ بھی "پانڈو ڈاکو پانڈو قاتل" کا شور مچاتے وہاں سے خوف زدہ ہو کر بھاگ گئے۔ عنبر نے بھاسکر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"بھاسکر! یہاں سے واپس چلے چلو۔ میری شکل کسی پانڈو ڈاکو سے ملتی ہے"

ابھی وہ واپس مڑنے ہی والے تھے کہ شہر کے دروازے میں شور مچ گیا "پانڈو ڈاکو آ گیا۔ پانڈو ڈاکو آ گیا" اس شور کو سن کر دروازے پر جو سپاہی پہرے پر موجود تھے۔ فوراً

نیزے اور تلواریں لہراتے عنبر کی دوڑے اور اسے اور بھاسکر کو انہوں نے گھیرے میں لے لیا۔ عنبر نہتا تھا۔ اور اس کے پاس اس کی غیر معمولی طاقت بھی نہیں تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے لڑائی کی تو وہ شدید زخمی ہو سکتا ہے۔ خواہ وہ مر نہ سکے مگر اس کا بازو اور گردن وغیرہ تلوار سے کٹ سکتی ہے۔ عنبر اس قسم کا کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔ اس نے ہاتھ اوپر اٹھا لیے اور کہا۔

"میں پانڈو ڈاکو نہیں ہوں"

ایک سپاہی نے نیزہ عنبر کی گردن پر رکھ دیا اور بولا۔

"سنو لوگو! پانڈو ڈاکو خود کہہ رہا ہے کہ میں پانڈو نہیں ہوں"

سارے سپاہی ہنس پڑے۔

"ارے اسے فوراً راجہ کے پاس لے چلو یہ تو پھانسی کی رسی تڑا کر بھاگ گیا تھا۔ ہم نے اسے گرفتار کر لیا ہے۔ راجہ ہمیں انعام دے گا"

اسی وقت عنبر کے ہاتھ رسی سے پشت پر باندھ دیئے گئے۔

سپاہی بھاسکر کو بھی جب پکڑنے لگے تو عنبر نے چلا کر کہا۔

"یہ میرا ساتھی نہیں ہے۔ میں تو اس سے راجہ کے محل کا راستہ پوچھ رہا تھا"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھاسکر بھی ہاتھ باندھ کر بولا۔

"ہاں مہاراج! میں اس کا ساتھی نہیں ہوں۔ میں تو پردیسی مسافر ہوں"۔

سپاہیوں نے بھاسکر کو چھوڑ دیا۔ اور عنبر کو قیدی بنا کر گھوڑے پر بٹھا راجہ کے محل کی طرف چل پڑے۔ راستے میں ایک سپاہی نے پوچھا۔

"پانڈو! تمہارے پاس ایسی کون سی شے تھی کہ تم رسی تڑا کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے؟"

عنبر نے کوئی جواب نہ دیا۔ دوسرا سپاہی کہنے لگا۔

"تمہارے بھاگ جانے کی وجہ سے راجہ نے جیل کے داروغے کو قید میں ڈال دیا ہے۔ تم بھاگے کیسے تھے پانڈو؟"

عنبر نے اس بار بھی کوئی جواب نہ دیا۔ اور خاموشی سے گھوڑے پر بیٹھا غور کرتا رہا کہ حالات نے کیا تکلیف دہ رُخ اختیار کیا ہے۔ وہ بھاگ بھی نہیں سکتا اور قیدی بن کر راجہ کے سامنے بھی نہیں جانا چاہتا۔ کیونکہ راجہ ضرور اس کی گردن اُڑانے کا حکم صادر کر دے گا۔ اور اس حالت میں تو اس کی گردن اُڑ سکتی ہے۔ جبکہ اس کی طاقت اس کے جسم میں نہیں ہے۔ عنبر انہی پریشان خیالات میں گم تھا کہ سپاہی اسے لے کر راجہ کے محل کے

بڑے پھاٹک میں داخل ہو گئے۔ پھاٹک پر موجود پہرے دار نے پانڈو کو دیکھا تو خوش ہو کر بولا۔

"اس قاتل کو پھر سے گرفتار کر کے تم لوگوں نے بڑا کام کیا ہے دوستو! اسے فوراً راجہ کے حضور پیش کرو۔ تاکہ بے چارے داروغے کی جان چھوٹے"۔

راجہ کا دربار ختم ہو چکا تھا۔ وہ اس وقت اپنے محل کے باغ میں عالی شان سونے کے کاؤچ پر بیٹھا اپنے مہامنتری سے باتیں کر رہا تھا کہ سپاہی نے آ کر اطلاع دی کہ ملک کے مشہور اور مفرور قاتل پانڈو کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ راجہ نے چونک کر کہا۔

"شاباش! میرے سپاہیوں نے اپنا فرض پورا کیا۔ فوراً خونی پانڈو کو میرے حضور پیش کیا جائے"۔

عنبر کو راجہ کے سامنے لایا گیا۔ عنبر کے ہاتھ پیچھے بندھے تھے اور اب اس کے ایک پاؤں میں زنجیر ڈال دی گئی تھی۔ راجہ نے غضبناک نگاہوں سے عنبر کی طرف دیکھا اور بولا۔

"خونی پانڈو! تم سمجھتے تھے کہ پھانسی کی رسی تڑا کر تم میرے ملک سے فرار ہو سکو گے؟ یہ تمہاری بھول تھی۔ تم نے میرے ملک کے کتنے ہی بے گناہ انسانوں کو ہلاک کیا ہے۔ ان کا مال لوٹا ہے۔ نہیں اب میں ایسی سزا دوں گا کہ جسے تمہاری رُوح بھی کبھی نہ بھلا سکے گی"۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموش کھڑا رہا۔ وہ اگر کہتا بھی کہ میں پانڈو ڈاکو نہیں ہوں بلکہ عنبر ہوں اور میرے ساتھ یہ دھوکہ ہوا ہے۔ اور مجھ پر اصلی پانڈو نے کوئی طلسم کیا ہے۔ تو راجہ کو کبھی یقین نہیں آسکتا تھا۔ کیونکہ عنبر کی شکل ہو بہو پانڈو کی شکل بن چکی تھی۔

اتنے میں محل کے برآمدے کی طرف سے ایک زرق برق لباس والی رانی دو کنیزوں کے ساتھ راجہ کی طرف آتی دکھائی دی۔ جونہی وہ قریب آئی تو عنبر کے منہ سے خوشی کی ایک ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ کیونکہ یہ کیٹی تھی۔ اس نے بے اختیار ہو کر کہا۔

"کیٹی میں عنبر ہوں"

کیٹی نے جو اس وقت رانی کوکلا کے روپ میں تھی حیرت سے عنبر کی طرف دیکھا راجہ اور مہامنتری بھی سکتے میں آ گئے۔ کہ پانڈو ڈاکو کو جرأت کیسے ہوئی کہ وہ رانی کوکلا کو اس طرح مخاطب کرے۔ کیٹی نے راجہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"مہاراج! یہ کون گستاخ ہے جس نے ہمیں ایک عجیب سے نام سے پکارا ہے؟"

راجہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا جسم غصے سے کانپ رہا تھا۔ اس نے مہامنتری کو حکم دیا۔

"اس گستاخ پانڈو ڈاکو کو اندھے کنوئیں میں ڈال دو۔ کل ہم حکم صادر کریں گے کہ اسے کس طرح ہلاک

کیا جائے"

مہامنتری نے سپاہیوں کو اشارہ کیا۔ سپاہی عنبر کو لے کر چلے تو عنبر نے ایک بار پھر کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیٹی تم مجھے پہچان نہیں سکو گی۔ مگر میں عنبر ہوں۔ میں عنبر ہوں"

سپاہی اسے گھسیٹتے ہوئے بائیں باغ سے نکال کر لے گئے۔ اور محل کے پچھواڑے باغ کے کونے میں جو اندھا کنواں تھا۔ اس میں ڈال کر اوپر پہرہ لگا دیا گیا۔ عنبر کو تو اس بات پر کوئی تعجب نہیں تھا کہ کیٹی نے اسے پہچانا نہیں مگر حیرت اسے اس بات پر تھی کہ عنبر کا نام لینے پر بھی کیٹی ایک پل کے لیے بھی نہیں چونکی تھی۔ کہیں اس کی یادداشت تو گم نہیں ہو گئی؟ اسے رانی کس نے بنا دیا؟ عنبر کیٹی کی شکل پہچاننے میں کبھی دھوکہ نہیں کھا سکتا تھا۔ وہ کیٹی ہی تھی۔ وہی سنہرے بال، وہی ہلکی نیلی آنکھیں ____ وہ مہارانی کے شاہی لباس میں تھی۔ یقیناً اس کی بھی کایا پلٹ کر دی گئی۔

عنبر اندھے کنوئیں میں پڑا تھا۔ اس کے بازوؤں پر رگڑ لگنے سے خون رسنے لگا تھا۔ عنبر نے خشک گھاس سے خون پونچھا اور سوچنے لگا کہ وہ کون سا طریقہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس اندھے کنوئیں سے نکل کر جان بچانے میں کامیاب ہو جائے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کنواں بہت گہرا تھا۔ باہر تلواروں والے سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ اس کی غیر معمولی طاقت بھی اسے چھوڑ گئی تھی۔ کیٹی بھی اسے نہیں پہچان رہی تھی۔ عجیب بے بسی اور مجبوری کی حالت تھی کنوئیں کی تہہ میں پانی نہیں تھا۔ خشک گھاس پھوس اور درختوں کی گلی سڑی ٹہنیاں پڑی تھیں۔ عنبر کنوئیں کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ کر غور کرنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔

دوسری طرف جب رات ہوئی تو مہامنتری نے کیٹی کے کھانے میں ویدجی کا دیا ہوا تھوڑا سا زہریلا سفوف مِلا دیا۔ جب کنیزیں کھانے کا طشت لے کر رانی کوکلا یعنی کیٹی کے محل میں چلی گئیں تو مہامنتری ایک خفیہ جگہ چھپ کر دیکھتا رہا۔ کیٹی کے سامنے کھانا لگا دیا گیا۔ تھیوسانگ اس کے غلام گنگو کی حیثیت سے کیٹی رانی کے پاس ہی چوکس کھڑا تھا۔ رانی کوکلا یعنی کیٹی اسے اپنا باڈی گارڈ سمجھتی تھی۔ جب کیٹی نے کھانا شروع کر دیا تو مہامنتری کے چہرے پر عیارانہ مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ وہاں سے چلا گیا۔ کیٹی کو احساس تک نہیں ہوا تھا کہ اس کے کھانے میں زہر مِلا ہوا ہے۔ یہ زہر ایک تو پھیکا تھا۔ دوسرے بہت ہلکی مقدار میں ملایا گیا تھا۔ کیونکہ مہامنتری ایک سوچی سمجھی سکیم کے ذریعے رانی کوکلا یعنی کیٹی کو آہستہ آہستہ زہر دے کر مارنا چاہتا تھا۔

جب کیٹی رانی کھانا کھا چکی تو کنیزیں آئیں اور طشت اور برتن

اُٹھا کر دروازے کی طرف چلیں۔ اتفاق سے کھانے کی تھالی میں سے گوشت کا ایک بچا ہوا ٹکڑا نیچے فرش پر گر گیا۔ کنیزیں باہر نکل چکیں تھیں۔ تھیوسانگ نے آگے بڑھ کر گوشت کی چھوٹی بوٹی اٹھائی اور اسے باہر پھینکنے کے خیال سے برآمدے میں آ گیا اتفاق سے محل کی ایک شاہی بلّی میاؤں میاؤں کرتی اس کے سامنے آ گئی۔ تھیوسانگ نے گوشت کی بوٹی اس کے آگے ڈال دی کہ یہ بے چاری کھا لے گی۔ بلّی نے فوراً بوٹی منہ میں ڈالی اور اسے نگل گئی۔ اس بلّی کے لیے اتنا ہی زہر کافی تھا۔ بوٹی کھاتے ہی وہ گول گول گھومنے لگی۔ پھر فرش پہ گری اور اکڑ گئی۔

تھیوسانگ نے یہ منظر دیکھا تو وہیں رُک گیا۔ جھک کر بلّی کا مشاہدہ کیا۔ بلّی کے ہونٹوں سے سبز جھاگ نکل رہی تھی۔ فوراً سمجھ گیا کہ کھانے میں کسی نے زہر مِلا دیا ہے۔ بھاگ کر واپس کیٹی کے پاس آیا۔ اِسے غور سے تکنے لگا۔ کیٹی نے تھیوسانگ کی طرف منہ اُٹھا کر رُعب سے کہا۔

"گنگو! تم ہماری طرف اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"مہارانی جی! میں آپ کا محافظ ہوں۔ آپ کی جان کی حفاظت کرنا میرا فرض ہے۔"

کیٹی نے جھنجھلا کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم جو کہنا چاہتے ہو کہو۔ میرا وقت نہ ضائع کرو۔ مجھے آرام کرنا ہے۔"

تھیوسانگ نے ادب سے کہا۔

"مہارانی صاحبہ! آپ کو کھانے میں زہر دیا گیا تھا۔"

رانی کوکلا یعنی کیٹی ایک دم سے چونک سی پڑی۔

"ہمیں کون زہر دے سکتا ہے؟ اور پھر۔ ہمیں کچھ بھی نہیں ہوا۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔"

تھیوسانگ نے مہارانی کیٹی کو برآمدے میں جاکر وہ بلی دکھائی جو اس کے کھانے کی بچی ہوئی بوٹی کھا کر مرچکی تھی۔ رانی کیٹی کے چہرے پر تشویش کے آثار ابھرنے لگے۔ اس نے تھیوسانگ کو ایک طرف لے جاکر کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم نے ہمارے بچے ہوئے کھانے میں سے اس بلی کو گوشت ڈالا تھا؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہاں مہارانی جی!"

رانی کیٹی کمرے میں بے چینی سے ٹہلنے لگی۔

"ہمارا یہاں کون دشمن ہو سکتا ہے؟ اور پھر اگر ہمیں زہر دیا گیا ہے تو ہم پہ اس کا اثر کیوں نہیں ہوا؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"مہارانی! آپ کو بہت ہلکی مقدار میں زہر دیا گیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ آپ کو آہستہ آہستہ زہر دے کر ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔"

رانی کیٹی کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا۔

"گنگو! ہم ابھی مہاراج کو جاکر سب کچھ بتاتے ہیں۔ جس نے ہماری جان لینے کی کوشش کی ہے۔ ہم اس کی کھال کھنچوا دیں گے۔"

تھیوسانگ نے جلدی سے کہا۔

"مہارانی جی! ابھی ایسا نہ کریں۔ اس طرح سے غدار غائب ہو جائے گا۔ آپ خاموش رہیں مجھے اس خفیہ قاتل کو تلاش کر لینے دیجئے۔ آپ ایسا کریں کہ صرف دو دن شاہی محل کا کھانا نہ کھائیں۔ بلکہ وہ پھل کھائیں اور دودھ پئیں جو میں آپ کو لاکر دوں گا۔ بہانہ یہ بنائیں کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

رانی کیٹی تھیوسانگ کو گھور رہی تھی۔ کہنے لگی۔

"ٹھیک ہے۔ میں دو دن تک ایسا ہی کرتی ہوں لیکن اگر دو دنوں میں تم نے میرے خفیہ قاتل کا سراغ نہ لگایا تو مجھے یہ بات راجہ کو بتانی پڑے گی۔"

تھیوسانگ کے منہ سے نکل گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ٹھیک ہے کیٹی۔ ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کرنا۔"
رانی کیٹی نے چونک کر تھیو سانگ کی طرف دیکھا اور بولی۔
"تم نے پہلے روز بھی مجھے اسی نام سے پکارا تھا۔ اور آج جس خونی پانڈو کو ہمارے سپاہیوں نے دوبارا گرفتار کیا اس نے بھی مجھے کیٹی کہہ کر پکارا تھا۔ آخر یہ کس کا نام ہے؟"
تھیو سانگ کے کان کھڑے ہو گئے۔
"پانڈو ڈاکو نے آپ کیٹی کہہ کر پکارا تھا؟"
رانی بولی۔
"ہاں۔ اور وہ اپنے آپ کو عنبر بھی کہہ رہا تھا۔"
"خبردار! جو تم نے میرا کوئی دوسرا نام لیا۔ میں مہارانی کوکلا بائی ہوں۔ سمجھے۔ اب جاؤ مجھے آرام کرنے دو۔"
تھیو سانگ نے ہاتھ باندھ کر کہا۔
"مہارانی! مجھے معاف کر دیں۔ مگر مجھے صرف اتنا بتا دیجئے کہ پانڈو ڈاکو کہاں ہوگا؟"
رانی کوکلا یعنی کیٹی نے غصے میں کہا۔
"اسے محل کے پچھواڑے اندھے کنوئیں میں پھینک دیا گیا ہے۔ تم اس سے کیوں ملنا چاہتے ہو؟"

تھیو سانگ نے ادب سے سر جھکا کر کہا۔
"ویسے ہی پوچھ رہا تھا مہارانی جی! معاف کر دیجئے۔"
یہ کہہ کر تھیو سانگ چلنے لگا تو رانی کیٹی نے بلا کر پوچھا۔
"جتنا زہر میں نے کھا لیا ہے اس کا اثر تو نہیں ہوگا؟"
تھیو سانگ نے کہا۔
"بالکل نہیں مہارانی صاحبہ۔ مطمئن رہیں۔"
اتنا کہہ کر تھیو سانگ تیزی سے محل سے نکل کر باغ کے پچھواڑے آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ کونے میں جو اندھا کنواں تھا اس کے باہر دو سپاہی گھاس پر بیٹھے تھے۔ نیزے ان کے پاس ہی گھاس پر پڑے تھے۔ وہ باتیں کر رہے تھے۔ تھیو سانگ ایک طرف جا کر اونچی اونچی جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے ایک پتھر اٹھا کر جھاڑیوں کے پاس ہی زور سے پھینکا۔ پتھر کی آواز سن کر دونوں سپاہی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ نیزے ہاتھوں میں لے لیے اور جھک کر جھاڑیوں کی طرف بڑھے کیونکہ آواز اسی طرف سے آئی تھی۔ تھیو سانگ نے اپنے آپ کو جھاڑیوں کی شاخوں میں اچھی طرح سے چھپا لیا تھا۔ جونہی ایک سپاہی اس کے سامنے سے گزر گیا اور دوسرا سپاہی گزرنے لگا تو تھیو سانگ نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے پاؤں کے ساتھ اپنی انگلی لگا دی۔ انگلی کے چھوتے ہی سپاہی انگلی سے بھی چھوٹا ہو گیا۔ اگلے سپاہی نے مڑ کر پیچھے دیکھا تو اسے اپنا ساتھی نظر نہ آیا۔ کیونکہ دوسرا ننھا سا چوہے سے بھی چھوٹا سپاہی اس وقت تھیوسانگ کی جیب میں جا چکا تھا۔ سپاہی آگے بڑھا ہی تھا کہ تھیوسانگ کی انگلی کے چھونے سے وہ بھی چھوٹا سا بن کر رہ گیا۔ تھیوسانگ نے اسے بھی اٹھا کر جیب میں رکھ لیا۔ پھر وہیں ایک گڑھے میں ان دونوں کو ڈال کر اوپر بھاری پتھر اس طرح رکھ دیا کہ انہیں اندر ہوا آتی رہے۔

اس کے بعد تھیوسانگ بھاگ کر اندھے کنوئیں کی منڈھیر پہ پہنچا۔ نیچے جھانک کر دیکھا تو نیچے اندھیرا تھا۔ ویسے بھی اب شام کے سائے پھیلنے لگے تھے۔

تھیوسانگ نے ادب سے آواز دی۔

"پانڈو ڈاکو! تم نے ان کو یہ کیوں کہا تھا کہ تم عنبر ہو؟"

عنبر کو تھیوسانگ کی آواز آئی تو اس کا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ جلدی سے آواز دی۔

"تھیوسانگ؟ تم تھیوسانگ ہو؟"

اب تو تھیوسانگ کو یقین ہو گیا کہ یہ عنبر ہی ہے۔ کیونکہ اس کی آواز بھی عنبر ہی کی تھی۔ مگر وہ حیران تھا کہ اگر یہ عنبر ہے تو پھر پانڈو ڈاکو کہاں ہے؟"

تھیوسانگ نے اوپر سے پکار کر کہا۔

"کیا تم عنبر ہو؟"

"ہاں تھیوسانگ! میں عنبر ہوں۔ مجھے باہر نکالو۔ میرا دم گھٹ رہا ہے۔"

تھیوسانگ نے تعجب سے کہا۔

"اگر تم عنبر ہو تو تمہارا دم کیوں گھٹ رہا ہے؟ عنبر کا دم تو کبھی نہیں گھٹتا۔"

عنبر نے نیچے سے آواز دی۔

"یہ میں سب کچھ تمہیں باہر نکل کر بتاؤں گا۔ خدا کے لیے مجھے یہاں سے باہر نکالو۔"

چونکہ آواز ہو بہو عنبر کی تھی۔ اس لیے تھیوسانگ نے فوراً درختوں کی چند لمبی لمبی شاخیں توڑ کر انہیں رسی کی طرح بٹا اور اسے نیچے لٹکا دیا۔ عنبر نے اسے پکڑ لیا۔ تھیوسانگ نے اسے اوپر کھینچنا شروع کر دیا۔ جب عنبر باہر آیا تو تھیوسانگ نے اس کی گردن دبا لی اور غصے میں کہا۔

"دھوکے باز! تو پانڈو ڈاکو ہے۔ تو عنبر نہیں ہے تو نے عنبر کی آواز کی نقل اتاری ہے۔"

عنبر نے تھیوسانگ سے کہا۔

"تھیو! میں پانڈو ڈاکو نہیں ہوں۔ عنبر ہوں۔ ناگ مارِیا اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی کا عنبر ——— یقین کرو۔"

تھیوسانگ نے عنبر کی گردن چھوڑ دی۔ اس کے چہرے کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"پھر تمہاری شکل عنبر کی کیوں نہیں ہے۔ تم پانڈو ڈاکو کیسے بن گئے؟ یہ کیا راز ہے؟"

عنبر نے مختصر لفظوں میں تھیوسانگ کو ساری کہانی سنا ڈالی اور کہا۔

"میری غیر معمولی طاقت غائب کر دی گئی ہے تھیو! اس لیے میری زندگی کو یہاں خطرہ ہے۔ جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل چلو"

تھیوسانگ نے کہا۔

"میرے ساتھ آجاؤ۔ یہاں سے ایک خفیہ دروازہ شہر کے باہر جنگل میں جاتا ہے"

تھیوسانگ نے عنبر کو ساتھ لیا۔ اور رات کے گہرے ہوتے اندھیرے میں دونوں باغ کی عقبی دیوار میں ایک جگہ خفیہ راستے سے دوسری طرف جنگل میں نکل گئے۔ جنگل میں داخل ہوتے ہی تھیوسانگ نے کیٹی کی کایا پلٹ کا قصہ بھی عنبر کو سنا دیا اور بتایا کہ اسی کی زبانی مجھے معلوم ہوا تھا کہ پانڈو ڈاکو نے کہا تھا کہ میں عنبر ہوں۔ عنبر بولا۔

"تھیوسانگ! میری شکل دیکھ کر تو ناگ اور ماریا میں سے بھی کسی کو یقین نہیں آئے گا کہ میں عنبر ہوں۔ مگر اب مجھے کسی خفیہ جگہ چھپ جانے کی ضرورت ہے کیونکہ میرے دوسری بار فرار ہونے سے راجہ کے سپاہی میری تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے اور ابھی ہمیں یہاں سے کیٹی کو اپنے ساتھ لے جانا ہے"

تھیوسانگ نے کہا۔

"میری نظروں میں ایک ایسی جگہ ہے جہاں تمہیں کھانے کو درختوں کے تازہ پھل بھی ملتے رہیں گے اور جنگلی چشمے سے تم اپنی پیاس بھی بجھا سکو گے"

تھیوسانگ عنبر کو ساتھ لے کر شاہی محل سے دور جنگل کے کنارے ایک ایسی ویران کان میں پہنچا دیا۔ جہاں سے کبھی چاندی نکالی جاتی تھی۔ مگر اب یہ کان ویران ہو کر ڈھے چکی تھی۔ اس کے اندر اندھیری سرنگ کا ایک چھوٹا سا حصہ باقی رہ گیا تھا۔ اس کان کے باہر ایک ندی بہتی تھی اور ندی کنارے ناریل کے علاوہ کیلے اور شریفے کے جنگلی درخت بھی تھے۔ جن پر پھل لگے ہوئے تھے۔ عنبر نے کہا۔

"میں یہاں زیادہ دیر نہیں رہ سکتا۔ تھیوسانگ مجھے ناگ کو بھی تلاش کرنا ہے۔ تم ایسا کرو کہ کسی طرح کیٹی کو بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شاہی محل سے نکال کر یہاں لے آؤ۔"
تھیوسانگ بولا۔
"اگر میں نے ایسا کیا تو خطرہ ہے کہ کیٹی کی جان چلی جائے گی۔ کیونکہ پہاڑی جوگی نے کہا تھا کہ رانی کیٹی کو راجہ کے محل میں ہی رہنے دینا۔ وہ وہیں اپنی اصلی حالت میں واپس آئے گی۔"
عنبر نے کہا۔
"اب سوال یہ ہے کہ میرا حلیہ کیسے اصلی ہوگا۔ میں کس طرح اپنی اصلی شکل اختیار کروں گا۔ اور میری کھوئی ہوئی طاقت کیسے واپس آئے گی۔"
تھیوسانگ کہنے لگا۔
"جس اصلی پانڈو ڈاکو کی لاش نے تمہیں اپنی شکل دے کر اس حالت تک پہنچایا ہے۔ اس پر کسی طلسم کا اثر تھا۔ اور اسی طلسم نے اصلی پانڈو ڈاکو کو آزاد کیا ہے۔"
عنبر نے پوچھا۔
"تو پھر تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا مجھے اسی جنگل میں واپس جا کر اصلی پانڈو ڈاکو کو ڈھونڈنا ہوگا؟"
تھیوسانگ نے عنبر کو ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا۔
"میرا یہی مشورہ ہے عنبر کہ تم اسی کان کے اندر سُرنگ

میں چھپے رہو۔ میں کیٹی کا کایا پلٹ ہونے کا انتظار کرتا ہوں اور پہاڑ والے سادھو سے پھر ملتا ہوں۔ ہو سکتا ہے اس دوران میں ناگ اور ماریا بھی اسی ملک میں آجائیں۔"
عنبر نے تشویش کا اظہار کیا اور کہا۔
"تم کہتے ہو کہ منگلا دیوی ہی تمہاری اور کیٹی کی اصل دشمن ہے۔ کہیں وہ اس عرصے میں تمہیں نقصان نہ پہنچائے؟"
تھیوسانگ نے عنبر کو بتایا کہ اس نے جوگی بابا کی دی ہوئی راکھ اپنی اور کیٹی کی گردن پر مل رکھی ہے جس کی وجہ سے ہم دونوں پر منگلا دیوی کے طلسم کا کچھ اثر نہیں ہوگا۔ شرط صرف اتنی ہے کہ ہم منگلا دیوی کے مندر کے احاطے میں نہیں جائیں گے۔ عنبر نے کہا۔
"تو پھر تم واپس محل میں کیٹی کے پاس جاؤ اور اسے جو کوئی بھی کھانے میں زہر دے رہا ہے۔ اس کا سراغ لگا کر اسے ختم کر دو تاکہ کیٹی کی جان بچی رہے۔ کیونکہ رانی کے جسم میں آ کر ہو سکتا ہے اس کا جسم زہر کے اثر کو قبول کرے اور وہ مر جائے۔"
"ایسا ہی ہوگا عنبر۔" "تم فکر نہ کرو۔ میں دوسرے روز رات کو تمہارے پاس آ کر تمہاری خیریت معلوم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر جایا کروں گا۔ مگر تم اس علاقے سے ہرگز ہرگز باہر مت جانا۔ کیونکہ راجہ کی فوج تمہاری تلاش میں ہو گی۔"

عنبر سُرنگ کے اندر ہی رہا اور تھیوسانگ واپس محل میں آگیا دوسرے روز مہامنتری نے کھانے میں زہر کی ضروری مقدار ملا کر کھانا رانی کو بھیجا تو کنیزیں واپس لے آئیں۔ مہامنتری خفیہ جگہ سے نکل کر جلدی سے رانی کے پاس گیا اور اس سے کھانا واپس بھیجنے کا سبب پوچھا تو رانی کیٹی نے جیسا کہ گنگو غلام یعنی تھیوسانگ نے اُسے بتایا تھا کہہ دیا کہ اس کی طبیعت خراب ہے اور وہ دو ایک روز صرف پھل کھانا زیادہ پسند کرے گی۔ راجہ بھی یہ سُن کر رانی کیٹی کے پاس آگیا اور طبیعت کی خرابی کی وجہ پوچھی۔ رانی کیٹی نے کہا۔

"مہاراج پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ آپ شاید نہیں جانتے کہ میں سال میں اس مہینے کی ان تاریخوں کو برت رکھا کرتی ہوں اور اناج کو بالکل ہاتھ نہیں لگاتی۔ صرف پھل اور دودھ پر گزارہ کرتی ہوں"

راجہ خوش ہوا کہ اس کی رانی دین دھرم کا بہت خیال رکھتی ہے۔ مہامنتری نے سوچا کہ کسی طریقے سے رانی کو پھل میں زہر شامل کر کے کھلانا چاہیے۔ اس نے باغ سے کچھ کیلوں

کے گچھے منگوا کر اپنے کمرے میں رکھوا دیئے اور ان میں سے دو گچھوں کے کیلوں میں ہلکا زہر ملا کر رانی کے ہاں بھجوا دیئے کہ یہ تازہ کیلے شاہی باغ سے آپ کے لیے منگوائے گئے ہیں۔ تھیوسانگ کو شک پڑ گیا کہ رانی یعنی کیٹی کو مہامنتری آہستہ آہستہ زہر دے رہا ہے۔ اس نے مہامنتری کو راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے کیلوں کے گچھے تبدیل کر دیئے۔ دوسرے دن راجہ کو دوپہر کے بعد پانڈو ڈاکو کا خیال آگیا کہ وہ اندھے کنوئیں میں ہے اور اُسے موت کی سزا سنائی جانی ہے۔ راجہ نے حکم دیا۔

"پانڈو ڈاکو کو حاضر کرو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈھانچہ بولنے لگا

سپاہی اسی وقت اندھے کنوئیں کی طرف دوڑے ۔

وہاں جا کر دیکھا کہ نہ تو کہیں پہرے دار ہیں اور نہ پانڈو ڈاکو کنوئیں میں ہے ۔ بھاگے بھاگے راجہ کے پاس آئے اور خبر سنائی۔ راجہ تو غصے سے کانپنے لگا ۔ کہ اس کے محل میں گھس کر شاہی قیدی کو کس نے چھڑا لیا؟ فوراً شہر میں اعلان کروا دیا گیا کہ بدنام خونی ڈاکو پانڈو فرار ہو گیا ہے جس کو اس کے بارے میں پتہ ہو راجہ کو بتا کر انعام پاوے ۔ اب ایسا ہوا کہ کسی طرح وہ سپاہی جنہیں تھیوسانگ نے چھوٹا کر کے گڑھے میں پھینک دیا تھا وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے ۔

وہ اپنی حالت پر اس قدر حیران اور خوفزدہ تھے کہ انہیں ایک دوسرے کو دیکھنے کا حوصلہ نہیں ہو رہا تھا۔ جونہی وہ باغ سے نکل کر محل کے دروازے پر آئے تو پہرے دار اور دوسرے غلام اور کنیزیں ان دو چوہوں سے بھی چھوٹے سپاہیوں کو دیکھ کر چیخیں مارتے اِدھر اُدھر دوڑ پڑے۔ محل

میں شور مچ گیا۔ کہ دو بھوت محل میں گھس آئے ہیں۔ راجہ خود انہیں دیکھنے آیا تو ان دونوں سپاہیوں نے اپنی بپتا سنائی۔ راجہ نے کہا ۔

"اس اندھے کنوئیں کے پاس آسیب رہتا ہے جس نے تمہیں چھوٹا کر دیا ہے ۔ ہم وہاں پنڈتوں سے منتر پڑھوائیں گے ۔ تم ٹھیک ہو جاؤ گے ۔ ابھی تم اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں جا کر بیٹھو۔"

راجہ کے حکم سے شہر میں پانڈو ڈاکو یعنی عنبر کی تلاش شروع ہو گئی ۔ تھیوسانگ رانی کوکلا یعنی کیٹی کے پاس رہنے پر مجبور تھا۔ کیونکہ مہامنتری اسے ہلاک کرنے کی زبردست کوششیں کر رہا تھا۔ تھیوسانگ نے کیلے اور پھل وغیرہ بدلوا دیئے تھے۔ اب وہ خود پھل لا کر کیٹی کو دیتا تھا۔ مہامنتری نے جب یہ داؤ بھی ناکام ہوتے دیکھا تو وید جی سے مشورہ کیا۔ مکار وید نے کہا کہ اب رانی کو راستے سے ہٹانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اسے آدھی رات کو اپنا آدمی بھیج کر سوتے میں مار ڈالو۔ مہامنتری نے بھی سوچا کہ اسی طریقے سے یہ کام ختم ہو سکتا ہے۔ اس نے اپنے ایک خاص آدمی کو خنجر دے کر انعام و اکرام کا لالچ دیا اور آدھی رات کو رانی کوکلا یعنی کیٹی کے محل کی طرف روانہ کر دیا ۔

تھیوسانگ تو ایک پل کے لیے بھی کیٹی سے غافل نہیں رہتا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ کیٹی کے محل کے ارد گرد رات کو بھی چکر لگایا کرتا تھا۔ اس رات تھیوسانگ نے ایک انسانی سایہ کیٹی کی خواب گاہ میں روشندان سے داخل ہوتے دیکھا تو جلدی سے خواب گاہ کے خفیہ دروازے سے اندر آگیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی جس نے منہ پر کالا کپڑا لپیٹ رکھا ہے۔ ہاتھ میں خنجر لیے آہستہ آہستہ کیٹی کے پلنگ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ تھیوسانگ پیچھے سے ہوکر اس آدمی کے قریب آگیا۔ اس نے گھبرا کر پیچھے دیکھا۔ تھیوسانگ پہلے ہی سے تیار تھا۔ فوراً اپنی انگلی اس آدمی کے بازو سے لگا دی۔ انگلی کے لگتے ہی وہ قاتل چھوٹا سا ہوکر فرش پر بوکھلاہٹ میں ادھر ادھر پھدکنے لگا۔ اس نے تھیوسانگ کی شکل دیکھ لی تھی اس لیے اب ضروری ہو گیا تھا کہ اسے حراست میں رکھا جائے۔ تھیوسانگ نے چھوٹے سے قاتل کو اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لیا اور خواب گاہ سے دبے پاؤں باہر نکل گیا۔ اس نے سوچا کہ وہ صبح ہوتے ہی اس چھوٹے قاتل کو عنبر کے پاس غار میں بند کر آئے گا۔

دوسری طرف راجہ کے سپاہیوں کا ایک دستہ پانڈو ڈاکو کو تلاش کرتے کرتے اتفاق سے کان کی پرانی سرنگ کے پاس بھی پہنچ گیا۔ عنبر سرنگ کے اندر چھپا ہوا تھا۔ اس نے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنی تو کوٹھڑی سے نکل کر سرنگ میں ایک طرف دوڑا کہ کسی دوسری جگہ جا کر چھپ جائے۔ اس کے دوڑنے سے

کچھ پتھر گر پڑے جن کی آواز پر سپاہی چوکنے ہو گئے۔ اور فوراً ہی سرنگ میں گھس آئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشعلیں تھیں۔ انہوں نے مشعلوں کی روشنی میں پانڈو ڈاکو کو ایک طرف دوڑتے دیکھ لیا۔ پھر کیا تھا۔ سپاہی اس پر ٹوٹ پڑے۔ اور عنبر کو فوراً ہی گرفتار کرکے رسیوں میں جکڑ دیا گیا۔

جب رات کے پچھلے پہر پانڈو ڈاکو یعنی عنبر کو گرفتار کرکے راجہ کے سامنے لایا گیا تو راجہ نے سپاہیوں کو بہت انعام دیا اور اسی وقت حکم دیا۔

"ایسے خطرناک خونی کا اب ہم بھروسہ نہیں کر سکتے میں حکم دیتا ہوں کہ پانڈو کو فوراً اسی وقت بھاری پتھر کے ساتھ باندھ کر سمندر میں پھینک دیا جائے"

راجہ کا حکم تھا۔ اسی وقت پانڈو ڈاکو یعنی عنبر کو ایک بھاری پتھر کے ساتھ زنجیروں سے کس کر باندھ دیا گیا۔

پھر اسے کشتی پر بٹھا کر سپاہی بیچ سمندر میں لے گئے اور وہاں جاتے ہی اسے سمندر میں پھینک دیا۔ عنبر کے پاس اس کی طاقت بالکل نہیں تھی۔ وہ اپنے آپ کو پتھر سے الگ نہیں کر سکتا تھا۔ پتھر اسے لے کر سمندر کے نیچے اتر گیا اور سمندر کی تہہ کے ساتھ جا کر لگ گیا۔ عنبر کو شک تھا کہ ہو سکتا ہے وہ مر جائے۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ اگرچہ عنبر کے پاس اس کی غیر معمولی طاقت اس وقت نہیں تھی مگر وہ زندہ رہا۔ سمندر کا پانی اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی ناک کے پاس آکر رک گیا اور پانی میں جو آکسیجن ہوتی ہے وہ چھن چھن عنبر کے پھیپھڑوں میں داخل ہونا شروع ہو گئی۔

عنبر پانڈو ڈاکو کی شکل میں پتھر کے ساتھ زنجیروں میں بندھا سمندر کی تہہ میں بے بسی کی حالت میں پڑا تھا اور اپنی حالت پر افسوس کر رہا تھا کہ یہ اس کے ساتھ کیا ہو گیا ہے اور خدا جانے اب وہ وہاں سے کب اور کیسے باہر نکلے گا۔ دوسری طرف جب دن چڑھا تو تھیوسانگ اپنی جیب میں چھوٹے قاتل کو ڈالے سرنگ کی طرف روانہ ہو گیا۔ سرنگ میں پہنچ کر تھیوسانگ نے چپہ چپہ چھان مارا۔ عنبر کو آوازیں بھی دیں۔ مگر وہ اسے کہیں نہ ملا۔ تھیوسانگ کی جیب میں جو قاتل تھا اس نے اسے ایک گڑھے میں ڈال کر اوپر پتھر اس طرح سے رکھ دیا کہ اسے ہوا آتی رہے اور خود شاہی محل کی طرف دوڑا۔ یہاں آتے ہی اسے پتہ چل گیا کہ رات راجہ کی فوج کے سپاہیوں نے پانڈو یعنی عنبر کو گرفتار کر لیا تھا اور اُسے کسی خفیہ جگہ لے جا کر ہلاک کر دیا ہے۔ راجہ نے اس خبر کو سختی سے پوشیدہ رکھا تھا کہ پانڈو ڈاکو کو سمندر میں غرق کیا گیا ہے۔

تھیوسانگ تو بے حد فکر مند ہوا۔ تشویش اسے صرف اس بات کی تھی کہ عنبر کی طاقت اس کے پاس نہیں ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ سچ مچ ہی ہلاک ہو گیا ہو۔ اس نے یہ معلوم کرنے کی بے حد کوشش

کی کہ پانڈو ڈاکو کو کہاں لے جا کر اور کس نے ہلاک کیا ہے مگر کسی نے اسے یہ نہ بتایا۔ تھیوسانگ بے حد پریشان ہو کر کیٹی کے پاس محل میں آگیا۔ وہ اپنی پریشانی کا اظہار کیٹی سے بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ کیٹی تو رانی کوکلا کے روپ میں تھی اور وہ تھیوسانگ کو پہچانتی تک نہیں تھی۔

مہامنتری اس وجہ سے پریشان تھا کہ نہ صرف یہ کہ رانی کوکلا زندہ تھی بلکہ اس نے رات کو جو آدمی رانی کو مارنے کے لیے بھیجا تھا۔ وہ بھی غائب ہو گیا تھا۔ مہامنتری نے وید جی کو یہ بتایا تو وہ غور کر کے بولا۔

"مہامنتری! ابھی کچھ دیر چپ ہو جاؤ۔ رانی کوکلا کے پیچھے کوئی زبردست طاقت لگتی ہے۔"

اب منگلا دیوی کی سنو۔ منگلا دیوی کیٹی سے بدلہ لینے کی تاک میں تھی۔ مگر کیٹی یعنی رانی کوکلا کی گردن پر جوگی کی راکھ لگی تھی جس کی وجہ سے اس پر منگلا دیوی کا جادو نہیں چل سکتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر کسی طریقے سے کیٹی اس کے پرانے مندر کے احاطے میں آجائے تو جوگی کی راکھ بے اثر ہو جائے گی اور کیٹی کو وہ اپنی گرفت میں لے سکے گی۔ منگلا دیوی اسی فکر میں جنگل کی گہری گھاٹی میں سے گزر رہی تھی کہ اس نے جنگل کی ایک سڑک پر ایک شاہی سواری جاتی دیکھی۔ منگلا دیوی کسی کو نظر نہیں آتی تھی۔ وہ فضا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں اُڑتی نیچے آئی تو دیکھا کہ پالکی میں راجہ کی چھوٹی بہن کوشلیا خوبصورت لباس پہنے بیٹھی ہے۔ کوشلیا دوسرے ـــــــــ شہر کے منتری کی بیوی تھی اور اپنے بھائی سے ملنے جا رہی تھی جو بڑے راجہ کے مرنے کے بعد تخت پر بیٹھا تھا اور جس کو رانی کوکلا یعنی کیٹی کی حمایت حاصل تھی منگلا دیوی کے دل میں ایک سکیم آگئی۔ وہ نیچے اترتے ہی نئے راجہ کی بہن کوشلیا کے جسم میں داخل ہو گئی۔ اب وہ نقلی کوشلیا بن گئی اور اصلی کوشلیا کا ضمیر سو گیا۔ جب یہ سواری نئے راجہ کے محل میں پہنچی تو راجہ اور رانی کوکلا یعنی کیٹی خود کوشلیا کا استقبال کرنے محل کے دروازے پر آئے۔ کیٹی نے کوشلیا کو گلے لگایا۔ راجہ نے اپنی بہن کے سر پہ ہاتھ رکھ کر اسے دوشالہ اوڑھایا اور دعا دی اور اپنے ساتھ محل میں لے گیا۔ کسی کو خبر نہیں تھی کہ کوشلیا کے روپ میں منگلا دیوی کیٹی سے انتقام لینے شاہی محل میں داخل ہو گئی ہے۔ اس خطرناک بات سے تھیوسانگ بھی بے خبر تھا۔ وہ پہلے ہی عنبر کے بارے میں پریشان تھا کہ نہ جانے اسے راجہ کے حکم سے کہاں پھینک دیا گیا ہے۔ اور وہ زندہ بھی ہے کہ نہیں۔ منگلا دیوی نے کوشلیا کے روپ میں محل میں داخل ہوتے ہی رانی کوکلا یعنی کیٹی سے بڑے اچھے سلوک کا اظہار شروع کر دیا اور اسی روز شام کے قریب منگلا دیوی نے کیٹی سے کہا۔

"مہارانی جی! آج میرا دل منگلا دیوی کے درشن کرنے

کو کرتا ہے۔ مگر اس کی کسی کو خبر نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ ویدوں میں لکھا ہے کہ شاہی محل کی راجکماریاں اور رانی اگر کسی کو بتائے بغیر منگلا دیوی کے درشن کرنے مندر آئیں گی تو ان کی عمر لمبی ہو جائے گی اور وہ بوڑھی نہیں ہوں گی۔"

کیٹی نے خوش ہو کر کہا۔

"بہن کوشلیا اگر یہ بات ہے تو میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔"

منگلا دیوی بولی۔

"مگر اس کا کسی کو علم نہیں ہونا چاہیئے۔"

کیٹی نے کہا۔

"میں کسی کو کیوں بتاؤں گی بھلا۔"

آخر یہ طے ہوا کہ دونوں رات کے وقت محل کے خفیہ دروازے سے باہر نکل کر منگلا دیوی کے مندر کو جائیں گی۔ منگلا دیوی کو معلوم تھا کہ تھیوسانگ اس کی ہر وقت خبر گیری کرتا ہے۔ چنانچہ اس نے اس رات کیٹی کو راجہ کے محل کے خفیہ کمرے میں اپنے ساتھ سونے کے لیے کہا۔ دونوں عورتیں محل کے خفیہ کمرے میں چلی گئیں۔ وہاں کسی مرد کو نزدیک پھٹکنے کی اجازت نہیں تھی۔ تھیوسانگ کے دل میں ذرا بھی شک نہ ہوا کیونکہ وہ تو کوشلیا کو راجہ کی بہن ہی سمجھ رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ محل میں اپنے کمرے میں لیٹا رہا۔ جبکہ منگلا دیوی نے آدھی رات کو کیٹی کو ساتھ لیا۔ محل کے خفیہ دروازے سے باہر نکلی۔ آگے دو گھوڑے تیار کھڑے تھے۔ منگلا دیوی خود بھی گھوڑے پر بیٹھ گئی اور کیٹی کو دوسرے گھوڑے پر بٹھایا اور مندر کی طرف روانہ ہو گئیں۔

منگلا دیوی بے حد خوش تھی کہ وہ آخر کیٹی کو اپنے مندر میں لے جانے پر کامیاب ہو گئی ہے۔ کیٹی آنے والی مصیبت سے بالکل بے خبر منگلا دیوی کو راجہ کی بہن کوشلیا سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ چلی جا رہی تھی۔ پہاڑی کی گھاٹی کے قریب ہی منگلا دیوی کا مندر تھا۔ منگلا دیوی نے کہا۔

"اب ہمیں گھوڑوں سے اتر کر دیوی کے مندر کے احاطے میں پیدل داخل ہونا چاہیئے۔"

کیٹی گھوڑے سے اتر آئی۔ منگلا دیوی اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ جونہی وہ مندر کے احاطے میں داخل ہوئی۔ منگلا دیوی ایک دم سے غائب ہو گئی۔ اب اس کا جادو کیٹی پر بڑی آسانی سے چل سکتا تھا۔ کیونکہ مندر کے احاطے میں داخل ہونے سے جوگی کی راکھ کی چٹکی کا اثر ضائع ہو چکا تھا۔ کیٹی نے پلٹ کر دیکھا تو کوشلیا نہیں تھی۔ اس نے اندھیرے میں اسے آواز دی تو فضا میں منگلا دیوی کی خونخوار شکل نمودار ہوئی۔ کیٹی ڈر کر وہیں بیٹھ گئی۔ منگلا دیوی کے ہاتھ میں ترشول تھا۔ کیٹی کچھ نہ سمجھ سکی۔ کیونکہ وہ تو رانی کے روپ میں تھی۔ اس نے منگلا دیوی

کو ترشول کے ساتھ دیکھ کر کہا۔

"منگلا دیوی! ہم تیرے درشن کرنے آئے ہیں۔"

منگلا دیوی کی آنکھوں سے آگ کے شرارے نکلنے لگے۔ کچھ شرارے کیٹی کے جسم پر گرے تو گرتے ہی وہ فضا میں دو فٹ اوپر کو اچھلی اور پھر بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ منگلا دیوی نے لپک کر بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ کیٹی کو اٹھا لیا۔ اور اندھیری رات کی تاریک فضا میں سمندر کی طرف اڑنے لگی۔ سمندر میں کافی دور جا کر ایک جگہ سمندر کے اندر سے سیاہ چٹانیں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ منگلا دیوی نے تین بار کیٹی کے جسم پر پھونک ماری۔ اور اسے چٹانوں کے درمیان سمندر میں پھینک دیا۔ سمندر میں گرتے ہی کیٹی ایک جل پری کی شکل میں بدل گئی۔ اس کا آدھا اوپر والا جسم تو کیٹی کا تھا مگر نیچے کا دھڑ مچھلی کا بن گیا تھا۔ کیٹی ابھی بے ہوش تھی۔ وہ چٹانوں کے درمیان سمندر کی تہہ میں جا کر لگ گئی۔

کچھ دیر بعد اسے ہوش آیا تو وہ بھول چکی تھی کہ وہ کبھی رانی بھی تھی۔ وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ وہ ہمیشہ سے جل پری ہی ہے اور اسی سمندر میں چٹانوں کے درمیان رہا کرتی تھی۔ کیٹی اپنے آپ کو جل پری ہی سمجھنے لگی۔ اس نے چٹانوں کے درمیان ایک چکر لگایا۔ پھر سمندر کی سطح پر آکر پانی سے سر باہر نکال کر دیکھا۔ اس کے اردگرد چٹانوں کے پیچھے وسیع گہرا نیلا سمندر پھیلا ہوا تھا۔ کیٹی بڑی خوشی خوشی جیسے کہ جل پریاں ہمیشہ خوش رہتی ہیں ایک چٹان پر بیٹھ گئی اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سمندر پہ پھیلی ہوئی دن کی سنہری دھوپ کا نظارہ کرتی رہی۔ کافی دیر چٹان پر بیٹھی رہی پھر سمندر میں غوطہ لگایا اور ڈوب کر پانی کی تہہ میں سمندر کے اندر ہی اندر تیرنا شروع کر دیا۔

ادھر جب دن چڑھا تو کنیزیں راجہ کی بہن کوشلیا کے کمرے میں داخل ہوئیں۔ دیکھا کہ کوشلیا پلنگ پر بے ہوش پڑی تھی۔ رانی صاحب وہاں پر نہیں تھیں۔ ادھر ادھر دیکھا۔ رانی کہیں نہ ملی۔ کنیزوں نے نئے راجہ کے درباریوں کو خبر کی کہ رانی کوکلا غائب ہے اور رانی کوشلیا بے ہوش پڑی ہے۔ راجہ کو اطلاع ملی تو وہ بھاگا بھاگا ہوا کوشلیا کے محل میں آیا ــــ دیکھا کہ اس کی بہن بے ہوش پڑی تھی اور رانی وہاں نہیں تھی۔ راجہ نے کوشلیا کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے اور اس سے اپنی رانی کوکلا کے بارے میں دریافت کیا۔ کوشلیا پوری طرح اپنے آپ میں آچکی تھی۔ وہ گھبرائی ہوئی آنکھوں سے سب کو تکنے لگی۔

”میں ــــ میں یہاں کیسے آگئی؟ میں تو ــــ جنگل میں بے ہوش ہوگئی تھی“

یہ معمہ کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔ تھیوسانگ کو خبر ہوئی کہ کیٹی غائب ہے تو وہ دوڑا دوڑا آیا۔ کوشلیا کی باتیں سنیں تو اسے یقین ہو گیا کہ ساری کارستانی منگلا دیوی کی ہے اور اس نے کیٹی کو اغوا کر کے اس سے اپنا بدلہ لے لیا ہے۔ وہ وہیں سے گھوڑے پر سوار ہوا اور سیدھا منگلا دیوی کے مندر کے پاس جا پہنچا۔ وہ مندر

کے احاطے میں داخل نہیں ہوا باہر سے ہی مندر کو تکنے لگا۔ مندر اسی طرح ویران تھا۔ چبوترہ بھی خالی تھی۔ اس نے جھک کر زمین کو دیکھا۔ زمین پر اسے دو عورتوں کے پاؤں کے نشان نظر آئے۔ ان میں کیٹی کے پاؤں کے نشان تھیوسانگ نے فوراً پہچان لیے۔ ثابت ہو گیا کہ کوشلیا پر منگلا نے اپنا آسیب سوار کر دیا تھا اور اسے بہانے سے مندر کے احاطے میں لے گئی۔ اور پھر اس پر طلسم کر کے اسے کسی نامعلوم مقام پر جا کر پھینک دیا ہے۔ تھیوسانگ سر پکڑ کر وہیں بیٹھ گیا۔

آخر اٹھا اور واپس محل میں آگیا۔ راجہ نے چاروں طرف رانی کوکلا کی تلاش کے لیے آدمی دوڑا دیئے۔ اس کے حکم سے تھیوسانگ کو گرفتار کر لیا گیا۔ کیونکہ وہ رانی کا محافظ تھا اور اس کی حفاظت کرنے میں ناکام رہا تھا۔ تھیوسانگ نے راجہ سے کہا۔

”مہاراج! رات کو آپ کی ہمشیرہ صاحبہ خود رانی کو اپنے ساتھ خفیہ کمرے میں لے گئی تھی“

چونکہ کوشلیا رانی خفیہ کمرے میں ہی بے ہوش پائی گئی تھی۔ اس لیے راجہ کو یقین تو آگیا مگر اس نے پھر بھی تھیوسانگ سے کہا۔

”گنگو! تم مہارانی کے محافظ تھے۔ تمہارا فرض تھا کہ تم جاگ کر رانی کی حفاظت کرتے مگر تم اپنی کوٹھڑی میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جاکر سو گئے۔ تم کو اس غفلت کی سزا ملے گی۔ میں حکم دیتا ہوں کہ تمہیں زمین میں زندہ دفن کر دیا جائے۔"

اسی وقت تھیوسانگ کو گرفتار کر لیا گیا۔ راجہ کے حکم سے اسے چمڑے کے بورے میں بند کر کے زمین کھود کر اس میں دبا دیا گیا۔ تھیوسانگ نے اپنے آپ کو انگلی کے برابر چھوٹا کیا اور چمڑے کے بورے کے منہ میں سے باہر نکل کر نرم زمین میں سوراخ بناتا زمین سے باہر آگیا۔ اس وقت باہر دو سپاہی پہرا دے رہے تھے۔ تھیوسانگ مٹی کی ڈھیری کے پیچھے ہو گیا۔ وہاں اونچی گھاس اُگی ہوئی تھی۔ تھیوسانگ اتنا چھوٹا تھا کہ اسے کوئی نہ دیکھ سکا۔ وہ گھاس میں ایک طرف رینگتا چلا گیا۔ وہ زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ سامنے ایک جنگلی بلی آگئی۔ جنگلی بلی نے چوہے کے برابر ایک انسان کو دیکھا تو دور سے غرائی۔

اس کی آواز سن کر ایک سپاہی ادھر آیا۔ اس نے بلی کو بھگا دیا۔ تھیوسانگ نے خدا کا شکر ادا کیا اور گھاس کے اندر ہی اندر دوڑتا چلا گیا۔ جب وہ کافی دور نکل گیا تو اس نے اپنے آپ کو بڑا کر لیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ شہر کی دیوار سے کافی فاصلے پر آگیا ہے۔ اس کے آگے ایک خندق تھی۔ تھیوسانگ نے خندق کو پار کیا اور جنگل میں داخل ہو گیا۔ اس کو اب دوہری پریشانی تھی۔ پہلے عنبر غائب ہوا۔ اور اب کیٹی بھی اس کے ہاتھ

سے نکل گئی تھی۔ تھیوسانگ کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ ان دونوں کو کہاں اور کس جگہ جاکر تلاش کرے۔ وہ منگلا دیوی کے مندر کی طرف جاتے ہوئے گھبرا رہا تھا۔ اگرچہ اس کے دل میں شدید خواہش تھی کہ وہ منگلا دیوی کا مقابلہ کرے مگر وہ اس کے طلسم سے خوفزدہ تھا کہ کہیں وہ اس کے مندر کے احاطے میں داخل ہو گیا تو اس پر منگلا کا طلسم چل جائے گا۔ تھیوسانگ اسی سوچ میں میں گم ایک بار پھر لنکا شہر کی اسی سرائے میں آگیا۔ جہاں وہ کیٹی کے ساتھ رہتا تھا۔ سرائے کے مالک نے اسے پہچان لیا۔ اور پوچھا کہ اس کی بہن کہاں ہے؟ تھیوسانگ بولا۔

"وہ اپنے رشتہ داروں سے ملنے گئی ہوئی ہے۔ دو چار روز میں واپس آجائے گی۔"

تھیوسانگ اس خیال سے سرائے میں آگیا تھا کہ اگر عنبر کیٹی میں سے کوئی بھی واپس آیا۔ تو وہ اس سرائے میں ضرور آئے گا۔ پھر اسے یہ بھی خیال تھا کہ ہو سکتا ہے ماریا اور ناگ سفر کرتے کرتے اسی ملک میں آجائیں۔ وہ بھی اسی سرائے میں ہی آئیں گے۔ تھیوسانگ لوگوں کے سامنے زیادہ نہیں آتا تھا کہ کہیں لوگ اسے پہچان نہ لیں کہ یہ تو راجہ کی رانی کا محافظ گنگو ہے اور اسے راجہ کے حکم سے زمین میں دفن کر دیا گیا تھا۔ تھیوسانگ ہر وقت اپنے سر پہ چادر ڈالے رکھتا تھا کہ اس کا کچھ حلیہ بدلا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہے۔

اب ہم ناگ اور ماریا کی طرف آتے ہیں۔

ناگ اور ماریا ہوا میں پرواز کرتے لنکا کی طرف چلے جا رہے تھے۔ یہ فاصلہ بہت زیادہ تھا۔ اور سمندر میں اس قدر طوفانی ہوائیں چل رہی تھیں کہ ماریا دو بار راستہ اور سمت بھول گئی اور غلط طرف کو نکل گئی۔ ناگ ایک سانپ کی شکل میں اس کی کلائی کے ساتھ لپٹا ہوا تھا اور وہ بھی ماریا کے ساتھ غائب تھا مگر ناگ کو مت کال سرمے کی وجہ سے ماریا کا دُھندلا جسم غائب حالت میں بھی نظر آ رہا تھا۔ ابھی تک ناگ نے ماریا کو یہ نہیں بتایا تھا کہ چونکہ اس نے اپنی آنکھوں میں مت کال بوٹی کا سرمہ لگا رکھا ہے اس لیے وہ ہر غائب شے کو دیکھ سکتا ہے اور اُسے بھی دیکھ رہا ہے۔

آخر طوفانوں اور تیز ہواؤں کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا اور ماریا کو سمندر میں دُور ایک جگہ زمین نظر آئی۔ یہ ملک لنکا تھا۔ ماریا نے ناگ کو بتایا کہ ہماری منزل آ گئی ہے۔ ناگ بھی خوش ہوا۔ ماریا آسمان پر کافی اونچائی پر تھی۔ اس نے آہستہ آہستہ اپنی بلندی کم کرنا شروع کر دی۔ لنکا کے اونچے اونچے درخت، دُور سے دھوپ میں چمک رہے اور ہوائیں انہیں لہرا رہی تھیں۔ تھوڑی ہی دیر میں ہی ماریا اس ملک کے اوپر تھی۔ اس نے لنکا کے سارے جزیرے کا ایک گول چکر لگایا۔ شہر کافی بڑا تھا۔ اس کے ارد گرد پرانے

زمانے کے رواج کے مطابق ایک دیوار تھی۔ جس کے ایک طرف سمندر تھا اس طرف دیوار خالی چھوڑ دی گئی تھی۔ شہر کے اندر بھی باغ اور کھیت تھے۔ شہر کے باہر تو بڑے ہی گھنے جنگل، تاریک گہری کھائیاں، بلند نوکیلی چٹانیں اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہی پہاڑیاں تھیں۔ جن میں آبشاریں گر رہی تھیں۔ چشمے بہہ رہے تھے۔ دریا چٹانوں سے ٹکراتے گزر رہے تھے۔ ماریا شہر کے قریب ہی جنگل میں ایک ویران مقام پر اُتر آئی۔

زمین پر اُترتے ہی اس نے ناگ کو کلائی سے اُتار کر گھاس پر رکھ دیا۔ ناگ فوراً اپنی انسانی حالت میں آ گیا اور چاروں طرف نگاہ ڈال کر کہنے لگا۔

"ماریا! یہ تو بڑا گھنا جنگل ہے"

ماریا نے گہرا سانس لے کر کہا۔

"تم نے محسوس کیا ناگ؟ یہاں کی فضا میں عنبر کیٹی اور تھیوسانگ میں سے کسی کی بھی خوشبو نہیں ہے"

آپ کو یاد ہو گا کہ اس وقت عنبر ایک پتھر کی بھاری سِل کے ساتھ زنجیروں سے بندھا پانڈو ڈاکو کی شکل میں سمندر کے نیچے پڑا تھا۔ کیٹی رانی کوکلا کی شکل میں جل پری بنی دُور سمندری چٹانوں کے نیچے گہرائی میں تھی۔ جبکہ اسے اپنی رانی کی حیثیت سے محل میں گزاری ہوئی زندگی اور کیٹی کی حیثیت سے اپنی شخصیت بالکل یاد نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں تھی ۔ وہ اپنے آپ کو صرف جل پری ہی سمجھتی تھی ۔ یہ منگلا دیوی نے اس سے انتقام لیا تھا ۔ تیسری طرف تھیوسانگ اسی شہر کی ایک سرائے میں اس انتظار میں بیٹھا تھا کہ شاید کسی دفعہ ادھر عنبر ناگ ماریا کا گزر ہو اور وہ انہیں کیٹی اور عنبر کی گمشدگی کے بارے میں بتائے ۔

یہ صورت حال تھی جب ناگ اور ماریا اسی شہر کے باہر کچھ فاصلے پر ایک گھنے جنگل میں کھڑے تھے ۔ تھیوسانگ کی خوشبو اس لیے نہیں آرہی تھی کہ اس نے بھی منگلا دیوی کے طلسم سے بچنے کے لیے جوگی راکھ سے اپنی گردن پر مل رکھی تھی ۔ ناگ نے کہا ۔

"ماریا ! اگر ان تینوں میں سے کسی کی خوشبو بھی اس شہر کی فضا میں نہیں ہے تو اس کا صاف مطلب یہ نہیں کہ وہ یہاں پر نہیں ہیں ۔ ان پر کسی طلسم کا اثر بھی ہو سکتا ہے ۔"

"یہی میں بھی سوچ رہی ہوں ۔" ماریا نے کہا ۔

پھر بولی ۔

"تم اسی جگہ ٹھہرو ۔ میں ایک بار پھر اس جنگل کا چکر لگا کر آتی ہوں ۔ ہو سکتا ہے دور سمندر کی جانب سے عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کی خوشبو کا کوئی سراغ مل جائے ۔"

ناگ بولا ۔

"زیادہ دور مت جانا کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمان پر کالی

کالی گھٹائیں چھانے لگی ہیں ۔ شاید تیز بارش شروع ہو جائے ۔"

ماریا نے مسکرا کر کہا ۔

"تو پھر کیا ہوا ۔ میں کہیں بھیگ تو نہیں جاؤں گی ۔"

ناگ کے منہ سے نکل گیا ۔

"تو اس میں مسکرانے والی کون سی بات ہے ۔"

ماریا تو ایک دم سے چونک گئی ۔ اس نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا ۔

"ناگ ! مجھے پہلے بھی احساس ہوا ہے کہ تم مجھے دیکھ سکتے ہو ۔ کیا یہ سچ ہے ؟"

ناگ نے جلدی سے اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا اور بولا ۔

"ہرگز نہیں ۔ بھلا میں تمہیں کیسے دیکھ سکتا ہوں ؟"

ماریا نے ٹھٹک کر کہا ۔

"پھر تمہیں یہ کیسے پتہ چلا کہ میں مسکرا رہی تھی ۔ جبکہ مسکراہٹ کی کوئی آواز نہیں ہوتی ۔"

ناگ نے فوراً جواب دیا ۔

"وہ بھئی آدمی مسکرا رہا ہو تو اس کے بات کرنے کے لہجے سے پتہ چل جاتا ہے کہ وہ مسکرا رہا ہے ۔ میں نے بھی تو تمہارے لہجے سے معلوم کیا تھا ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے ست پٹا کر کہا۔

"ناگ! تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم ضرور مجھے دیکھ رہے ہو۔"

ناگ نے کہا۔

"ارے بھئی یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اچھا اب تم جلدی سے جا کر ایک چکر لگاؤ۔ بادل گہرے ہو گئے ہیں۔ میں اسی جگہ اس پتھر کی چٹان کے پاس بیٹھا رہوں گا۔"

ماریا یہ کہہ کر درختوں کے اوپر اڑ گئی کہ میں ابھی واپس آ جاؤں گی۔ درختوں کے اوپر آ کر ماریا نے ایک طرف اڑنا شروع کیا۔ یہ جنگل بڑے اونچے نیچے اور گنجان تھے۔ ماریا اڑتے اڑتے فضا میں تیرتے ہوئے کبھی اوپر اٹھ جاتی اور کبھی نیچے درختوں کے قریب آ جاتی۔ وہ بڑی گہری نگاہوں سے نیچے تک رہی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ گہرے سانس بھی لے رہی تھی کہ شاید کسی جگہ سے عنبر، کیٹی اور تھیوسانگ کی خوشبو آ جائے۔ مگر ابھی تک اسے یہ خوشبو نہیں آئی تھی۔

اتنے میں بجلی چمکی اور پھر بادل زور سے گرج اٹھا۔

ماریا ایک طرف کو تیرتی ہوئی فضا میں غوطہ کھا کر نکل گئی۔ وہ جنگل میں کافی دور نکل آئی تھی۔ اسے ناگ کی خوشبو برابر آ رہی تھی۔ وہ سمندر کے دوسرے کنارے کی طرف جا کر سراغ لگانا چاہتی تھی۔ آخر وہ جنگل سے دور جا کر سمندر کے قریب آ گئی۔ یہاں پہنچی تو

بارش شروع ہو گئی۔ بادل اتنے گھنے اور سیاہ تھے کہ دن کے وقت اندھیرا چھا گیا۔ بارش بڑی تیز ہونے لگی تھی اگرچہ ماریا پہ بارش کا کچھ اثر نہیں ہوتا تھا۔ لیکن بارش کی وجہ سے فضا دھندلی ہو گئی تھی اور ماریا اچھی طرح سے نیچے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ ماریا نے سوچا کہ اسے کچھ دیر کسی جگہ رک کر بارش رکنے کا انتظار کرنا چاہیئے۔ بارش رکے تو پھر وہ سمندر کے کنارے چٹانوں اور ٹاپوؤں میں جا کر کیٹی تھیوسانگ اور عنبر کو تلاش کرنے کی کوشش کرے گی۔

یہ سوچ کر ماریا نے نیچے کو جھک کر غوطہ لگایا۔ جہاں جنگل ختم ہوتا تھا۔ اسے وہاں درختوں میں سے دھواں اٹھتا نظر آیا۔ شاید یہاں کوئی جھونپڑا ہے جہاں کوئی رہتا ہے۔ ماریا اس دھوئیں کی طرف چلی۔ جب وہ درختوں کے اوپر آئی تو دیکھا کہ نیچے ایک پتھروں کی چار دیواری ہے جس پر ترنگ لگا ہوا ہے اور کئی جگہوں سے دیوار کے پتھر ٹوٹ چکے ہیں۔ اندر ایک ویران میدان ہے۔ جس میں کانٹے دار جھاڑیاں اگی ہوئی ہیں۔ جگہ جگہ ان جھاڑیوں کے پاس پتھروں سے تراشی ہوئی چھوٹی چھوٹی مورتیاں پڑی ہیں۔ یہ مورتیاں مختلف جانوروں کی تھیں۔ ایک طرف گھنے درختوں کے نیچے ٹوٹی ہوئی چھت والا برآمدہ ہے۔ جس کے پیچھے ایک کوٹھڑی میں دیا جل رہا تھا۔ ماریا کو تعجب ہوا کہ دن کے وقت یہاں کس نے دیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جلا رکھا ہے۔ ماریا کوٹھڑی کے اندر آگئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ ٹوٹے پھوٹے فرش پر بالکل سیدھا ایک انسان کی ہڈیوں کا ڈھانچہ پڑا ہے۔ یہ عجیب پُراسرار منظر تھا۔ ماریا نے کوٹھڑی میں نظر دوڑائی۔ وہاں کوئی انسان نہیں تھا۔ پھر یہ ہڈیوں کا ڈھانچہ کس نے رکھا ہے اور اس کی کھوپڑی پہ دیا کس نے جلایا ہے؟ ماریا سوچنے لگی۔ پھر اس نے سوچا کہ اسے خواہ مخواہ اس مصیبت میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ کوٹھڑی سے باہر آگئی۔ وہ باہر نکلی ہی تھی کہ اسے اندر سے کسی عورت کی آواز سنائی دی۔

"میں کب تک ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر پڑی رہوں گی گندھرب؟"

ماریا تو وہیں رُک گئی۔ پھر پلٹ کر کوٹھڑی میں واپس آگئی۔ یہ آواز انسانی ڈھانچے کی کھوپڑی کے کھُلے منہ سے نکلی تھی جس کے اندر کچھ بھی نہیں تھا۔ یہ عورت کی آواز تھی۔ اور یقیناً یہ ڈھانچہ کسی عورت کا تھا۔ ماریا ایک طرف چُپ چاپ کھڑی ہو گئی کہ شاید آواز ایک بار پھر آئے۔ اتنے میں وہی آواز پھر سنائی دی۔

"میں کب تک ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر یہاں پڑی رہوں گی گندھرب؟"

ماریا نے غور سے آواز سنی۔ یہ عورت کی آواز تھی۔ آواز میں بے بسی اور رحم کا جذبہ تھا۔ ماریا کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ اسے

دیوار میں ایک جگہ سے پتھر ایک طرف کو ہٹتا ہوا محسوس ہوا گھڑ گھڑ کی آواز سے کسی نے پتھر کو ایک طرف کھینچ دیا۔ پھر ماریا نے ایک لال لال آنکھوں والے جوگی کو دیکھا کہ اس کی لمبی جٹائیں یعنی سر کے لمبے بال بکھرے ہوئے تھے۔ گلے میں مالائیں تھیں۔ ہاتھ میں کرمنڈل تھا۔ جسم پر سوائے لنگوٹی کے اور کچھ نہیں تھا۔ وہ دیوار کے شگاف میں سے ایک لمبی کیل نکالی۔ ایک پتھر اُٹھایا اور لوہے کا کیل عورت کے ڈھانچے کی کھوپڑی کے پاس ہی زمین میں ٹھونک دیا۔ پھر بولا۔

"چنتانی! آج میرے چلّے کا ساتواں دن ہے۔ میں نے ساتواں کیل ٹھونک دیا ہے۔ یہ آخری کیل تھا۔ یہ آخری دن تھا۔ میں اب اپنے چلّے کا نتیجہ دیکھتا ہوں۔"

یہ کہہ کر جوگی نے کرمنڈل پرے ہٹا کر زمین پر لکیریں کھینچ کر ایک پرکھٹا سا بنایا۔ پھر اس پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے اور آنکھیں بند کر کے زور سے ایک "جے ماتا کلیانی" کا نعرہ بلند کیا۔ اس کے بعد آنکھیں کھول دیں اور دونوں ہاتھ پرے ہٹا کر زمین پر بنی ہوئی لکیروں کے پرکھٹے پر نظر پڑتے ہی جوگی اپنی جگہ سے اُچھل سا پڑا۔ وہ کچھ کہتے کہتے رُک گیا۔ جلدی سے فرش کی لکیروں کو ہاتھ سے مٹا دیا اور ہڈیوں کے ڈھانچے کی طرف اپنی لال لال آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"چنتانی! میری تپسیا بھنگ ہو گئی ہے۔ میرے چلّہ کاٹنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ تمہیں پانچ سال تک اور انتظار کرنا ہوگا۔"

ہڈیوں کے ڈھانچے میں ایک لرزش سی ہوئی۔ دیا کھوپڑی پر کانپنے لگا۔ پھر عورت کی موت کے غم میں ڈوبی ہوئی باریک آواز سنائی دی۔

"گندھرب! میں پانچ برس میں مٹی ہو جاؤں گی میری ہڈیاں بھی باقی نہیں رہیں گی۔"

بزگی گندھرب نے منہ اوپر اٹھا کر ایک آہ بھری اور کہا۔

"چنتاتی! ہماری قسمت میں یہی لکھا تھا۔ میں دوسری کوٹھڑی میں جا کر پھر سے چلّہ شروع کرتا ہوں۔ پانچ برس تک کے لیے اب میں جدا ہوتا ہوں۔"

ہڈیوں کے ڈھانچے میں کھڑکھڑاہٹ سی ہوئی۔ کھوپڑی میں سے ڈوبتی ہوئی مدھم آواز سنائی دی۔

"گندھرب! گندھرب! میں تیری رانی کب بنوں گی۔ تو نے مجھے اسی وعدے پر چتا میں ڈال کر جلا دیا تھا کہ تو مجھے رانی بنا کر ہمیشہ کی زندگی دے گا۔"

جوگی بولا۔

"چنتاتی! بس تھوڑی سی کسر رہ گئی ہے۔ میں اپنا وعدہ پورا کروں گا۔ مجھے بھی تو تمہارے ساتھ ہمیشہ کے لیے

راجہ بن کر زندہ رہنا ہے۔ بس تھوڑا سا صبر کر لے۔ تو نے بڑی قربانی دی ہے۔ تو آگ میں جل کر مر گئی ہے پر فکر نہ کر۔ تو ہمیشہ کی زندگی پا لے گی۔ اور میری ایسی مہارانی بنے گی کہ ہم دونوں کبھی نہ مر سکیں گے۔"

ڈھانچے کی کھوپڑی کانپی اور اس پر جلتا دیا اپنے آپ بجھ گیا۔ جوگی خاموشی سے دیوار کے شگاف میں سے دوسری طرف گزر گیا۔ اس نے شگاف کو دوبارہ پتھر سے بند کر دیا۔ ماریا حیران ہوئی کہ یہ لوگ یہاں کیا جادو ٹونا کر رہے ہیں۔ وہ بھی کوٹھڑی کے دروازے کی طرف بڑھی۔ کیونکہ اسے اس قسم کی سازشوں اور ٹونے جادو سے اب کوئی دلچسپی نہیں رہی تھی۔ جونہی اس نے کوٹھڑی کے باہر نکلنا چاہا اس کا جسم جیسے زور سے کسی سخت شے سے ٹکرا کر پیچھے کو جھول گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا کھوپڑی میں

ماریا نے فرش سے اُٹھنے کی کوشش کی مگر وہ اُٹھ نہ سکی۔ سمجھ گئی کہ کوئی مصیبت آن پڑی ہے۔ عین اس وقت دیوار کا پتھر ایک طرف کو کھسک گیا۔ اور وہی لال آنکھوں اور لمبی جٹاؤں والا جوگی چھلانگ لگا کر اندر آ گیا۔ وہ ماریا کے سر کے اوپر آ کر بولا۔

"آکاش کی اپسرا مجھے پانچ سال سے تیرا انتظار تھا میں پانچ برس تک بند کوٹھڑی میں بیٹھا تیرے لیے چلہ کر رہا تھا۔ دیوتاؤں نے میرا چلہ قبول کیا۔ اور تجھے میرے پاس بھیج دیا۔"

جوگی نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا۔ اس کے ہاتھ میں کرمنڈل تھا۔ (کرمنڈل اس ٹھوٹھے کو کہتے ہیں جس کو ہاتھ میں لے کر فقیر بھیک مانگا کرتے تھے) جوگی نے جھک کر ماریا کو زمین پر سے اس طرح اُٹھایا جس طرح کوئی بہت ہی نرم اور باریک ریشمی رومال کو اُٹھاتا ہے۔ اس نے ماریا کو کرمنڈل میں ڈال کر اوپر گھاس ڈال دی۔ ماریا نے بولنے، چیخنے اور باہر نکلنے کی بہت کوشش کی مگر وہ کرمنڈل

کے اندر جیسے چپک کر رہ گئی تھی۔ نہ وہ بول سکتی تھی۔ نہ اپنے ہاتھ پاؤں ہلا سکتی تھی۔ اس کے دل و دماغ میں سنسناہٹ سی دوڑنے لگی تھی۔

جوگی نے اسی وقت پتھر رگڑ کر آگ پیدا کی اور دیا روشن کر کے عورت کے ڈھانچے کی کھوپڑی پر رکھ دیا۔ چراغ کھوپڑی پر رکھا تو عورت کے ڈھانچے میں سے آواز آئی۔

"گندھرب! تو پھر کیوں آیا؟ کیا پانچ برس پورے ہو گئے؟"

جوگی گندھرب بولا۔

"چنتاق! میرا چلہ کامیاب ہو گیا۔ تو سدا کی دائی بننے والی ہے۔"

عورت کا ڈھانچہ جیسے خوشی سے کانپنے لگا۔ باہر بادل زور سے گرجا۔ بارش تیز ہونے لگی تھی۔ جوگی گندھرب نے کرمنڈل کے اوپر سے گھاس پرے ہٹائی۔ اور منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ منتر پڑھتے پڑھتے اس نے کرمنڈل میں ہاتھ ڈال کر ماریا کو اُٹھا لیا۔ اور خود ہڈیوں کے ڈھانچے کے گرد سات چکر لگائے۔ ساتویں چکر کے بعد اس نے ماریا کو عورت کے ڈھانچے کی کھوپڑی کے کھلے ہوئے منہ کے سوراخ میں ڈال دیا۔ اور اتنی زور سے "جے کلیانی" کا نعرہ لگایا کہ ڈھانچہ فرش پر سے ایک فٹ اوپر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اُچھل پڑا۔ جب نیچے فرش پر گرا تو وہ انسانی ہڈیوں کا ڈھانچہ نہیں تھا بلکہ ایک خوب صورت عورت بن چکا تھا۔

یہ خوب صورت عورت اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے شاندار لباس اور گلے میں پڑی مالا کو دیکھا۔ پھر اپنے لمبے سیاہ بالوں پر ہاتھ پھیرا اور جوگی گندھرب کی طرف دیکھ کر بولی۔

"گندھرب تو نے مجھے نئی زندگی دی ہے۔ میں تیری داسی ہوں۔ اب مجھے لکش دیپ کی مہارانی بنا دے۔ تاکہ میں ہمیشہ شاہی محلوں میں رانی بن کر تمہارے ساتھ زندگی بسر کروں۔"

جوگی گندھرب نے حسین عورت چنتانی کے سر کے لمبے بالوں میں سے ایک بال توڑ کر اسے اپنے جسم پر پھیرا تو اس کی لمبی داڑھی غائب ہو گئی۔ جسم پر شاندار لباس آگیا۔ اس نے قہقہہ لگا کر حسین عورت چنتانی کا بازو پکڑ کر اسے فرش پر سے اُٹھایا اور بولا۔

"چنتانی! اب ہم لکش دیپ چل کر وہاں کے تخت پر قبضہ کر کے رہتی دنیا تک حکومت کریں گے۔ ہمیں کوئی ہلاک نہیں کر سکے گا چلو۔ باہر ہماری سواری تیار کھڑی ہے۔"

دونوں کوٹھڑی میں سے نکل کر باہر آئے تو باہر بارش میں ایک رتھ کھڑا تھا جس کے آگے دو گھوڑے جُتے تھے۔ ایک چھتری والی پالکی بیچ میں رکھی تھی۔ جوگی گندھرب اور چنتانی پالکی میں جا کر

بیٹھ گئے۔ جوگی گندھرب نے بلند آواز میں کہا۔

"چلو ۔۔۔ ہمیں لکش دیپ لے چلو۔"

گھوڑے زور سے ہنہنائے۔ اور پھر زمین پر کچھ دُور چلنے کے بعد آہستہ آہستہ فضا میں بلند ہوتے گئے اور پھر بارش والے بادلوں میں اُڑتے ہوئے ایک طرف غائب ہو گئے۔ ناگ پہاڑی کے پاس پتھروں کی اوٹ میں بیٹھا ماریا کا انتظار کر رہا تھا۔ بارش زور شور سے ہو رہی تھی۔ اچانک ناگ نے محسوس کیا کہ فضا میں سبز گھاس اور پھولوں کی خوشبو تو موجود ہے مگر ماریا کی خوشبو نہیں ہے۔ وہ چونک کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے سانس لیا۔ ماریا کی خوشبو واقعی فضا میں نہیں تھی۔ اس نے فوراً عقاب کی شکل اختیار کی اور فضا میں اُڑان بھر کر ادھر کو چلا جدھر ماریا گئی تھی۔

اس نے سارا جنگل گھاٹیاں اور پہاڑ چھان مارے مگر اسے نہ تو ماریا کا دھندلا جسم کہیں دکھائی دیا اور نہ اس کی خوشبو آئی۔ ناگ تو پریشان ہو گیا۔ کیونکہ ماریا ابھی تھوڑی دیر پہلے اس کے پاس سے گئی تھی اور اب اچانک کہیں غائب ہو گئی تھی۔ ناگ نے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے کی بجائے ماریا کی تلاش تیز کر دی۔ وہ گھنے جنگل سے نکل کر ویران پہاڑیوں کے درمیان پھیلی ہوئی تاڑ کے درختوں کی وادی میں آگیا۔

اس وادی میں بارش نہیں ہو رہی تھی مگر بادل چھائے ہوئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے۔ اچانک ناگ کی نظر ایک جگہ پڑی جہاں سے بھاپ کے مرغولے سے اُٹھ رہے تھے۔ ناگ عقاب کی شکل میں غوطہ لگا کر وہاں آیا تو دیکھا کہ درختوں کے درمیان ایک تالاب ہے جس کے کنارے ایک آدمی زمین پر اوندھے منہ لیٹا ہے اور اپنا منہ تالاب کے ساتھ لگائے جانوروں کی طرح دھڑا دھڑ پانی پی رہا ہے اور اس کے جسم سے گرم بھاپ کے بادل سے اُٹھ رہے ہیں۔ ناگ بڑا حیران ہوا کہ اس آدمی کو کیا ہو گیا ہے۔ اس نے درختوں کے پیچھے جا کر عقاب سے انسانی شکل اختیار کی اور آہستہ آہستہ چل کر تالاب کے پاس آگیا۔ وہ آدمی بھاسکر تھا جو تالاب میں منہ ڈالے دھڑا دھڑ پانی پی رہا تھا۔ کیونکہ اس کے جسم میں سانپ کے زہر کی وجہ سے آگ لگی ہوئی تھی۔ اور اس آگ کو تالاب کا پانی ہی بجھا سکتا تھا۔ ناگ ایک طرف کھڑا یہ عجیب و غریب نظارہ دیکھتا رہا۔ جب بھاسکر کے جسم کی آگ کچھ دیر کے لیے ٹھنڈی ہو گئی۔ تو وہ منہ ہٹا کر تالاب کے کنارے بیٹھ گیا۔ وہ [illegible]ب رہا تھا۔ اس کے جسم سے اب بہت ہلکی ہلکی بھاپ اُٹھ رہی تھی۔ ناگ نے سامنے آکر اسے سلام کیا اور پوچھا کہ وہ کون ہے اور اس کے ساتھ یہ کیا واقعہ گزرا ہے کہ وہ تالاب کا اتنا زیادہ پانی پی گیا ہے؟ بھاسکر نے ناگ کی طرف دیکھا۔ پھر سر جھکا دیا اور اداس آواز میں بولا۔

"اجنبی مسافر میں جس مصیبت میں گرفتار ہوں تم اس کا تصور

بھی نہیں کر سکتے۔"

پھر بھاسکر نے ناگ کو بتایا کہ اسے ایک زہریلا سانپ ڈس گیا ہے۔ اس کے زہر کی وجہ سے اس کے جسم میں آگ سی لگ گئی ہے۔ جب تک وہ بے پناہ پانی نہ پیئے اس کے جسم کی آگ نہیں بجھتی۔ ناگ نے پوچھا۔

"تم نے اس کا کوئی علاج نہیں کیا؟"

بھاسکر نے ٹھنڈی آہ بھری اور بولا۔

"ایک نیک دل ساتھی مجھے ملا تھا۔ وہ بچھڑ گیا۔ اس نے کہا تھا کہ میں اپنے دوست کی تلاش میں ہوں۔ اگر وہ دوست مل گیا تو تمہارے جسم میں زہر کا اثر ہمیشہ کے لیے ختم کر دے گا۔"

ناگ نے چونک کر پوچھا۔

"اس نیک دل آدمی نے تمہیں اپنے دوست کا نام بھی بتایا تھا؟"

بھاسکر بولا۔

"ہاں۔ اس نے کہا تھا کہ اس کے دوست کا نام ناگ ہے۔"

ناگ ایک دم سے خوشی سے اُچھل پڑا۔

"وہ ـــــ وہ کہاں ہے؟ کیا تم مجھے اس کا نام بتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سکتے ہو؟"

بھاسکر نے تعجب سے ناگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"کیوں نہیں۔ اس کا نام عنبر تھا۔

اب تو ناگ کی بے چینی حد سے بڑھ گئی۔ اس نے کہا۔

"خدا کے لیے مجھے بتاؤ وہ کہاں ہے۔ میں اسی کی تلاش میں یہاں آیا ہوں"

بھاسکر نے ناگ سے پوچھا۔

"تمہارا ــــــ تمہارا نام کیا ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"میں ہی ناگ ہوں"

بھاسکر کو یقین نہ آیا کہ یہ دبلا پتلا نوجوان ناگ ہو سکتا ہے جس کے بارے میں عنبر نے اسے بہت کچھ بتایا تھا۔ اس نے سر جھکا لیا اور بولا۔

"دوست تم بھی مجھ سے مذاق کرنے لگے؟ خیر کوئی بات نہیں۔ ہر کوئی میرا مذاق اڑاتا ہے۔ خدا مجھے معاف کرے"

ناگ آگے بڑھ کر بھاسکر کے پاس بیٹھ گیا۔ اور بولا۔

"یقین کرو میں ہی ناگ ہوں۔ مجھے جلدی سے بتاؤ کہ عنبر کہاں ہے؟"

بھاسکر بولا۔

"اگر تم واقعی ناگ ہو تو پہلے میری بیماری کا علاج کرو مجھے اس مصیبت سے نجات دلاؤ"

ناگ جلدی سے بولا۔

"وہ سب کچھ ہو جائے گا۔ مگر پہلے تم یہ بتاؤ کہ عنبر کہاں ہے؟"

بھاسکر نے ناگ کو بتایا کہ عنبر اچانک اس سے جدا ہو گیا اور اسے کچھ معلوم نہیں ہے کہ وہ اس وقت کہاں ہو گا۔ ناگ کو بہت افسوس ہوا کہ اسے عنبر کا سراغ تو مل گیا مگر خود عنبر اسے نہیں مل سکا۔ وہ ٹھنڈی آہ بھر کر خاموش گیا۔

بھاسکر نے ناگ کے پاؤں پکڑ لیے۔

"میرے بھائی اگر تم سچ مچ ناگ ہو تو میرا علاج کرو۔ مجھے اس مشکل سے نکالو۔ میں نے پانی پی پی کر اس جنگل کے آدھے تالاب خالی کر دیے ہیں۔ اب مجھ میں مزید پانی پینے کی طاقت نہیں رہی"

ناگ نے بھاسکر کو تسلی دی اور کہا۔

"میں ایک شرط پر تمہارا علاج کر سکتا ہوں کہ تم اس کا ذکر کبھی کسی سے نہیں کرو گے"

بھاسکر نے ہاتھ باندھ لیے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرے گورو! میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک زندہ ہوں اس کا ذکر کبھی کسی کے سامنے نہیں کروں گا۔" ناگ نے کہا۔

"میرے ساتھ ان درختوں میں آجاؤ۔"

بھاسکر اُٹھ کر ناگ کے ساتھ ناریل کے درختوں کے درمیان آکر بیٹھ گیا۔ ناگ نے آنکھیں بند کریں اور سانپوں کی زبان میں اس سانپ کو آواز دی جس نے بھاسکر کو ڈس کر اس کے بدن میں آگ لگا دی تھی۔ یہ سانپ وہاں سے بہت دُور جنگل میں تھا۔ اس نے ناگ دیوتا کی آواز سُنی تو فوراً اپنے بل سے باہر نکل آیا۔ یہ ایسا زبردست سانپ تھا کہ مشکل کے وقت اپنے پَر نکال لیتا تھا اور ہوا میں بجلی کی رفتار سے اُڑ سکتا تھا۔ اپنے بل سے نکلتے ہی اس نے پَر نکالے اور فضا میں اُڑنا شروع کر دیا۔

بھاسکر زمین پر خاموش بیٹھا ناگ کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کبھی اسے خیال آتا کہ یہ ناگ ہی ہے اور یہی اس کا علاج کر سکتا ہے۔ کبھی خیال آتا کہ یہ ایک عام سا نوجوان ہے اور اس میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ اس کے جسم کے زہر کو نکال کر پھینک سکے۔ ناگ کی آنکھیں بند تھیں۔ اسے بہت دُور سے زہریلے سانپ کی آواز آئی۔

"عظیم ناگ دیوتا! میں آ رہا ہوں۔"

ناگ نے آنکھیں کھول دیں۔ اور بھاسکر کی طرف مسکرا کر دیکھا۔

"تمہیں خوش ہونا چاہیئے کہ تمہارے مرض کا علاج ہو جائے گا۔ تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔"

بھاسکر کو ابھی تک ناگ کی بات پر یقین نہیں آیا تھا۔ اس نے کہا۔

"میرے بھائی! تم خاموش بیٹھ کر میرا علاج کیسے کرو گے؟"

ناگ بولا۔

"تمہارا علاج وہی سانپ کرے گا جس نے تمہیں ڈس کر تمہیں اس مصیبت میں پھنسایا ہے۔ وہ آ رہا ہے۔"

بھاسکر وہیں ڈر کر بیٹھ گیا۔ سیاہ سانپ نیچے آ گیا۔ ناگ کے سامنے آکر اس نے کنڈلی مار لی اور سر جھکا دیا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔"

ناگ نے سانپوں کی زبان میں کہا۔

"اس آدمی کو تم نے کچھ عرصہ پہلے ڈسا تھا۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس کے جسم میں سے اپنا زہر چوس کر پھینک دو۔"

سیاہ سانپ بولا۔

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے بھاسکر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"یہ وہی سانپ ہے جس نے تمہیں ڈسا تھا۔ اب یہ تمہارے جسم میں سے اپنا زہر واپس کھینچ لے گا۔ ڈرنا بالکل نہیں۔ یہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔"

بھاسکر ناگ کی غیر معمولی طاقت سے کافی متاثر ہو چکا تھا۔ اگرچہ خوف کے مارے اس کا حلق خشک ہو چکا تھا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"میں نہیں ڈروں گا۔"

مگر وہ بہت ڈر رہا تھا۔ کالا سانپ آہستہ آہستہ رینگتا ہوا بھاسکر کے پاس گیا۔ اس نے اپنا منہ بھاسکر کی پنڈلی سے لگا دیا۔ بھاسکر کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ ناگ نے فوراً کہا۔

"خبردار! اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا۔"

بھاسکر کا جسم خوف کی وجہ سے کانپ رہا تھا۔ مگر وہ اپنی جگہ پر چپ چاپ بیٹھا رہا۔ کالے سانپ نے آہستہ آہستہ بھاسکر کے جسم سے زہر چوسنا شروع کر دیا۔ بھاسکر کو کچھ سکون محسوس ہوا۔ اس کے جسم میں جو آگ سی لگی تھی وہ آہستہ آہستہ ٹھنڈی ہونے لگی تھی۔ اس کا خوف اب دور ہو گیا۔ کالے سانپ نے جب بھاسکر کے جسم سے سارا زہر چوس کر باہر زمین پر پھینک دیا۔ تو بھاسکر کو یوں لگا جیسے اُسے ٹھنڈ پڑ گئی ہے۔ اس کے جسم کی

ساری آگ اور گرمی ختم ہو گئی تھی۔ اس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"ناگ بھائی! میں بالکل تندرست ہو گیا ہوں۔"

ناگ نے سانپ کی زبان میں کالے سانپ سے کہا۔

"اب تم جا سکتے ہو۔"

کالے سانپ نے ناگ کو سر جھکا کر سلام کیا۔ اور اسی وقت فضا میں اُڑ گیا۔ سانپ کے جاتے ہی بھاسکر نے ناگ کے پاؤں پکڑ لیے۔ اب اس نے ناگ کو بتایا۔

"عنبر کی شکل پانڈو ڈاکو ایسی ہو گئی تھی اور اسے راجہ کی فوج نے گرفتار کر لیا تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ راجہ نے اسے کیا سزا دی اور عنبر اس وقت کہاں ہے۔"

ناگ کے سامنے یہ ایک نئی بات کھلی تھی۔ بھاسکر نے ناگ کو یہ بھی بتایا کہ عنبر جنگل میں جا رہا تھا کہ ایک لاش کے پاؤں سے ٹکرا گیا۔ جس کے بعد وہ لاش تو غائب ہو گئی مگر عنبر کا چہرہ خونی پانڈو کا ہو گیا۔ راجہ کے سپاہیوں نے اسے شہر میں داخل ہوتے ہی گرفتار کر لیا تھا۔ ناگ نے کہا۔

"تم نے مجھے جو کچھ بتایا ہے میں اس پر یقین کرتا ہوں مگر مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم نے عنبر کے ساتھ کسی عورت کو بھی دیکھا ہے؟ جس کا نام کیٹی تھا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھاسکر بولا۔

"یہ میں نہیں جانتا۔ صرف عنبر ہی میرے ساتھ رہا تھا۔ اور پھر راجہ کے حکم سے اُسے موت کی سزا دی گئی تو پھر اس سے ملاقات نہیں ہوئی"

جب ناگ کو یہ پتہ چلا کہ عنبر کی غیر معمولی طاقت اس سے بچھڑ گئی تھی تو اسے تشویش ہوئی کہ کہیں عنبر کو کوئی نقصان نہ پہنچ گیا ہو۔ اس نے بھاسکر سے کہا۔

"تمہارا شکریہ بھاسکر! اب تم تندرست ہو گئے ہو اس لیے اپنے وطن کو جاؤ۔ میں اپنے دوست عنبر کی تلاش میں نکلتا ہوں"

بھاسکر نے ناگ کے پاؤں چھو کر اس کو خدا حافظ کہا اور اپنے وطن کو روانہ ہو گیا۔ ناگ نے سوچا کہ اسے راجہ کے محل کی طرف جانا چاہیئے۔ راجہ کے محل سے ہی اسے یہ پتہ چل سکتا ہے کہ عنبر کو کس قسم کی موت کی سزا دی گئی تھی۔ اس وقت حالت یہ تھی کہ عنبر، ماریا، کیٹی اور تھیوسانگ اس سے جدا ہو چکے تھے۔ ماریا کو گندھرب چغتائی رانی کے روپ میں ڈال کر ملک لکش دیپ لے گیا تھا۔ کیٹی سمندر کے وسط میں چٹانوں کے درمیان سمندر کی تہہ میں جل پری کے روپ میں موجود تھی۔ تھیوسانگ اسی شہر لنکا کی پرانی سرائے میں چپ چاپ بیٹھا ناگ ماریا کی راہ دیکھ رہا تھا۔ جبکہ عنبر سمندر کے نیچے ایک

پتھر کے ساتھ زنجیروں سے بندھا پڑا تھا اور اس کی شکل خونی پانڈو کی ہو چکی تھی۔ ناگ جنگل سے نکل کر لنکا شہر کی طرف چلنے لگا۔

وہ چلتے چلتے شہر کی دیوار سے کچھ دُور ایک خوب صورت باغ میں سے گزرا جہاں ایک پرانی سرائے بنی ہوئی تھی۔ اسی سرائے میں تھیوسانگ موجود تھا۔ اچانک تھیوسانگ چٹائی پر اُچھل پڑا۔ اسے ناگ کی خوشبو آ رہی تھی۔ وہ تیزی سے سرائے کے برآمدے سے نکل کر صحن میں آیا تو اس نے دیکھا کہ ناگ سامنے درختوں میں چلا آ رہا تھا۔ ناگ نے بھی تھیوسانگ کو دیکھا تو دونوں بھاگ کر ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔

"تھیوسانگ! خدا کا شکر ہے کہ تمہاری شکل دیکھنی نصیب ہوئی۔ کیٹی کہاں ہے؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"اندر چل کر بیٹھو۔ سب داستان سناتا ہوں"

دونوں کوٹھڑی میں جا کر چٹائی پر بیٹھ گئے۔ ناگ نے پہلی بات یہ پوچھی کہ تھیوسانگ! کیا وجہ ہے کہ تم درست حالت میں ہو مگر مجھے تمہاری خوشبو نہیں آ رہی؟ تھیوسانگ نے اپنی گردن پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"اس لیے کہ میں نے اپنی گردن پر ایک جوگی کی دی ہوئی راکھ لگا رکھی ہے۔ کیٹی نے بھی یہ راکھ لگا رکھی تھی۔ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راکھ کی وجہ سے ہم دونوں کی خوشبو غائب ہو گئی تھی"
ناگ نے کہا۔

"مگر تم نے یہ راکھ کیوں لگائی؟"

اب تھیوسانگ نے شروع سے لے کر آخر تک ناگ کو ساری کہانی سنا دی کہ کس طرح کیٹی نے رانی کوکلا کی شکل اختیار کر لی اور عنبر کی شکل خونی ڈاکو پانڈو کی ہو گئی۔ پھر راجہ نے اسے گرفتار کر لیا اور خدا جانے اسے کس جگہ سزا دی گئی کہ مجھے آج تک پتہ نہیں چل سکا۔
ناگ نے تھیوسانگ کو ماریا کے بارے میں بتایا اور کہا۔

"وہ میرے ساتھ اس شہر لنکا میں داخل ہوئی تھی مگر مجھے چٹان کے پاس بٹھا کر جنگل کا ایک چکر لگانے گئی کہ پھر واپس نہ آسکی"

تھیوسانگ نے کیٹی کے بارے میں بھی بتایا کہ وہ منگلا دیوی کے انتقام کا شکار ہو گئی ہے۔ کیونکہ وہ غلطی سے منگلا دیوی کے مندر کے احاطے میں داخل ہو گئی تھی۔

"جوگی نے یہ شرط لگائی تھی کہ ہمیں کسی حالت میں بھی منگلا دیوی کے مندر کے احاطے میں داخل نہیں ہونا ہوگا۔ اگر ہم اس کے مندر کے احاطے میں داخل ہوئے تو اس کی دی ہوئی راکھ کا اثر جاتا رہے گا اور پھر ہم منگلا دیوی کے ہتھے چڑھ سکتے ہیں"

ناگ نے سوال کیا۔

"تو کیا سب کچھ منگلا دیوی کی وجہ سے ہوا ہے؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ کیٹی نے اس باغ کے ایک خاص پلاٹ میں گرے ہوئے ناریلوں میں سے ایک ناریل اٹھا کر اسے توڑ دیا تھا۔ جب کہ یہ ناریل صرف منگلا دیوی کی امانت ہوتے ہیں۔ اور کوئی دوسرا ان میں سے ایک بھی ناریل نہیں اٹھا سکتا"

ناگ گہری سوچ میں گم ہو گیا۔ پھر سر اٹھا کر بولا۔

"سب سے پہلے ہمیں عنبر کو تلاش کرنا چاہیئے کہ راجہ کے حکم سے اسے کیا سزا ملی تھی اور اس کی لاش اگر وہ واقعی مر گیا ہے تو کہاں ہے۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ وہ مرا نہیں ہوگا۔ لیکن ہو سکتا ہے بے حس لاش کی طرح پڑا ہو۔ اور اس کا سانس چل رہا ہو۔ اور اسے ہماری مدد کی ضرورت ہو"

تھیوسانگ نے کہا۔

"یہ بات راجہ نے خاص طور پر راز میں رکھی ہے کہ خونی پانڈو یعنی عنبر کو کیا سزا دی گئی ہے اور اس کی لاش کہاں دبا دی گئی ہے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ بولا۔

"اس کا پتہ ہمیں راجہ کی فوج کے ان سپاہیوں یا اس جلاد سے مل سکتا ہے جس نے عنبر کو سزا دی ہو گی"۔

تھیوسانگ کہا۔

"اس کے لیے ہمیں شاہی فوج کے سپاہی کو اپنے اعتماد میں لینا پڑے گا"۔

ناگ بولا۔

"یہ کام میں کر لوں گا۔ کیونکہ کیٹی اور ماریا کا تو کسی کو بھی کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ مگر عنبر کہاں ہے؟ یہ راز راجہ کے وہ سپاہی ضرور جانتے ہیں جنہوں نے عنبر کو سزائے موت دی تھی۔ اس لیے سب سے پہلے ہمیں عنبر کا سراغ لگانا ہو گا۔ تم ایسا کرو کہ راجہ کے محل میں جا کر کسی طریقے سے صرف اتنا معلوم کرو کہ جن سپاہیوں نے عنبر کو موت کی سزا دی تھی ان کا سردار سپاہی کون تھا؟"

تھیوسانگ بولا۔

"ابھی معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مگر تم اسی جگہ رہنا اور تمہیں میری تاکید ہے کہ یہاں سے باہر قدم مت رکھنا"۔

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ کیونکہ ہم میں سے جب بھی کوئی الگ ہوتا ہے۔ تو وہ غائب ہو جاتا ہے۔ فکر نہ کرو۔ میں اسی سرائے میں رہوں گا"۔

جب تھیوسانگ کی تسلی ہو گئی کہ ناگ سرائے سے کہیں باہر نہیں جائے گا تو وہ سرائے سے نکل کر راجہ کے محل کی طرف چل دیا۔

دوسری طرف منگلا دیوی نے کیٹی سے تو بدلہ لے لیا تھا اور اس کی یادداشت گم کر کے اسے جل پری بنا کر سمندر میں پھینک دیا تھا۔ مگر تھیوسانگ نے اپنی گردن پر چونکہ جوگی کی دی ہوئی راکھ ملی ہوئی تھی اور جس کا اثر اس کے جسم کے ذروں میں داخل ہو چکا تھا؛ دو غسل کرنے کے باوجود بھی راکھ کا اثر ضائع نہیں ہوتا تھا۔ اس وجہ سے تھیوسانگ پر منگلا دیوی کے جادو کا اثر نہیں ہو رہا تھا لیکن وہ تھیوسانگ سے بدلہ لینے کو بے چین تھی۔ اور اس کے پیچھے لگی رہتی تھی۔ اس نے جب تھیوسانگ کے ساتھ ایک دبلے پتلے نوجوان ناگ کو دیکھا تو اسے فوراً گیان دھیان کی وجہ سے پتہ چل گیا کہ یہ ناگ دیوتا ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ اب تھیوسانگ کو ناگ دیوتا کی مدد اور حفاظت حاصل ہو گئی تھی اور تھیوسانگ کو قابو میں کرنا آسان نہیں رہا تھا۔ پس منگلا دیوی نے فیصلہ کیا کہ سب سے پہلے ناگ کو اپنے قابو میں کیا جائے۔ پھر جب تھیوسانگ اکیلا اور بے سہارا رہ جائے گا تو وہ اپنے کسی پجاری کی مدد سے تھیوسانگ کو اپنے مندر کے احاطے میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہنچا کر اس کو بھی اپنے قبضہ میں کر لے گی۔

جس وقت تھیوسانگ راجہ کے محل کی طرف گیا اس وقت منگلا دیوی درختوں کے پیچھے غیبی حالت میں موجود تھی۔ اگر وہ سرائے کے برآمدے یا کوٹھڑی کے اندر ہوتی تو ناگ اسے غیبی حالت میں بھی دیکھ سکتا تھا مگر منگلا دیوی سرائے سے باہر درختوں کے پاس ہی رہی۔ اسے وہیں پر سب کچھ معلوم ہو رہا تھا اور وہ ناگ اور تھیوسانگ کو دیکھ سکتی تھی۔ جب تھیوسانگ چلا گیا تو منگلا دیوی وہاں سے اُڑ کر واپس اپنے شکستہ مندر میں آ گئی۔ وہ جانتی تھی کہ ناگ ایک دیوتا ہے اور اسے قبضے میں کرنا معمولی بات نہیں ہے۔ اس کے لیے وہ پاتالی یعنی زمین کے نیچے رہنے والی انسان دشمن مخلوق کی دیوی پاتالی سے مشورہ لینا چاہتی تھی۔

منگلا دیوی نے مندر میں آتے ہی آسن جمایا اور کالے جادو کے منتر پڑھنے لگی۔ تھوڑی ہی دیر بعد زمین کے نیچے سے پاتالی نمودار ہو گئی۔ پاتالی کی شکل دیکھ کر ہی خوف آتا تھا۔ کالے رنگ کی اس چھوٹی سی گول مٹول عورت کا سر منڈا ہوا تھا۔ کان گردن تک لٹک رہے تھے۔ بار بار اپنے سیاہ بھدے ہونٹوں میں سے زبان باہر نکالتی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک تانبے کی چھڑی تھی۔ جس میں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھی۔ منگلا دیوی نے پاتالی کو جھک کر نمسکار کہا۔ پاتالی دیوی نے کھڑکھڑاتی آواز میں پوچھا۔

"منگلا! تمہیں میری ضرورت کیسے پڑ گئی؟"

منگلا نے کہا۔

"پاتالی! ہم دونوں آپس میں بہنیں ہی ہیں۔ ہمارا کام لوگوں کو تکلیف دینا ہے۔ مجھے اس وقت تمہاری مدد کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ تم ضرور میرے کام آؤ گی۔"

پاتالی نے پوچھا۔

"کہو منگلا۔ میں تمہاری کیا مدد کر سکتی ہوں؟"

منگلا نے کہا۔

"ناگ دیوتا اس شہر کی ایک سرائے میں موجود ہے۔ مجھے کوئی ایسا گُر بتاؤ کہ جس سے میں ناگ دیوتا کو اپنے قابو میں کر کے اسے کسی ایسی جگہ قید کر دوں کہ جہاں سے اس کا باہر نکلنا مشکل ہو جائے۔ کیونکہ یہ تم بھی جانتی ہو کہ ہم ناگ دیوتا کو، بلکہ کسی بھی دیوتا کو ہلاک نہیں کر سکتیں۔"

پاتالی نے دو تین بار اپنی لمبی زبان باہر نکالی۔ پھر بولی۔

"منگلا! ناگ دیوتا کو تم صرف ایک ہی صورت میں اپنے جادو کے اثر میں لا سکتی ہو کہ کسی طریقے سے وہ تمہارے اس مندر کے احاطے میں تمہاری اس کوٹھڑی میں آ جائے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں سے باہر ناگ دیوتا پر تمہارا کوئی جادو نہیں چلے گا۔"

منگلا نے کہا۔

"لیکن پاتالی! میں ناگ دیوتا کو کیسے اس مندر میں لاؤں؟"

پاتالی نے زبان نکال کر کہا۔

"یہ تمہارا کام ہے۔ تم جانو۔ تم اتنی بڑی دیوی منگلا ہو اور تمہارے پاس بہت طاقت ہے۔ کیا تم اتنا کام بھی نہیں کر سکتی؟ میں نے گر تمہیں بتا دیا ہے اب تم جانو تمہارا کام۔"

یہ کہہ کر پاتالی دیوی غائب ہو گئی۔ منگلا دیوی اپنے استھان سے اٹھی اور مندر سے باہر آ کر سوچنے لگی کہ وہ کس ترکیب سے ناگ دیوتا کو مندر میں لائے۔ آخر ایک ترکیب اس کے ذہن میں آ گئی۔ وہ مسکرائی اور فضا میں بلند ہو گئی۔

لودی والا مُردہ

منگلا دیوی نے ایک غریب لڑکی کا روپ بدلا اور جس سرائے میں ناگ ٹھہرا ہوا تھا۔ اس کے صحن میں آ کر زور زور سے رونے لگی۔

"میری ماں کو بچاؤ۔ میری ماں کو سانپ نے کاٹ لیا ہے میری ماں کو بچاؤ۔ وہ مر رہی ہے۔"

غریب لڑکی کی آہ و فریاد سن کر سرائے کا مالک اور دوسرے لوگ بھی اس کے گرد جمع ہو گئے اور اسے تسلیاں دینے لگے۔ سرائے کے مالک نے کہا۔

"میں تمہیں دوائی دیتا ہوں۔ وہ اسے جا کر کھلا دو۔"

مگر غریب لڑکی یعنی منگلا تو ناگ پر نظر رکھے ہوئے تھی کہ وہ کب باہر آتا ہے۔ اس نے روتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

"اس کا منہ بند ہو گیا ہے۔ وہ دوائی نہیں کھا سکتی۔ ہائے میری ماں کو بچاؤ۔ وہ مر رہی ہے۔ میرا اس دنیا میں اور کوئی نہیں۔"

شور کی آواز سن کر قدرتی طور پر ناگ کوٹھری سے باہر آ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے دیکھا کہ سانولے رنگ کی پھٹے پرانے کپڑوں والی غریب سی لڑکی زار و قطار رو رہی ہے اور فریاد کر رہی ہے۔ ناگ نے اس کے پاس آکر پوچھا۔

"کیا ہوا میری بہن؟"

منگلا دیوی بڑی خوش ہوئی کہ ناگ آخر آگیا۔ اس نے روتے ہوئے ساری داستان ناگ کو بیان کر دی۔

"میں اپنی ماں کو لے کر مندر میں پوجا پاٹ کرنے آئی تھی کہ اسے سانپ نے ڈس لیا۔ بھگوان کے لیے اس کی جان بچا لو۔ وہ مر گئی تو میں بھی مر جاؤں گی۔"

ناگ نے پوچھا۔

"میری بہن! وہ کون سے مندر میں ہے؟ چلو مجھے وہاں لے چلو۔ میں تمہاری ماں کو بچانے کی کوشش کروں گا۔"

غریب لڑکی یعنی منگلا دیوی نے ایک طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اس ٹیلے کے پیچھے مندر ہے۔ بھگوان کے لیئے جلدی چلو۔ میری ماں مر رہی ہے۔ سانپ کے زہر سے اس کا جسم نیلا پڑ گیا ہے۔"

ناگ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"فکر نہ کرو میری بہن! میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔

تمہاری ماں اچھی ہو جائے گی۔ چلو مجھے اسی مندر میں لے چلو۔"

منگلا نے ناگ کو ساتھ لیا اور مندر کی طرف تیز تیز قدموں چلنے لگی۔ ناگ بھی اس کے ساتھ ساتھ تیز تیز چلنے لگا۔ ناگ کو تھیوسانگ نے یہ بالکل نہیں بتایا تھا کہ جس منگلا دیوی نے کیٹی سے انتقام لیا ہے۔ اس کا مندر کہاں ہے۔ تھیوسانگ نے اس کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ اگر اس نے بتا دیا ہوتا تو ہو سکتا ہے کہ ناگ اس مندر میں داخل نہ ہوتا۔ منگلا دیوی غریب لڑکی کے روپ میں ناگ کو لے کر اپنے شکستہ ویران مندر کے احاطے کے سامنے والے درختوں میں آگئی۔ اس نے مندر کی طرف اشارہ کیا اور کہا۔

"میری ماں کو اس مندر میں سانپ نے ڈسا ہے بھگوان کے لیے جلدی چلو۔ نہیں تو وہ مر جائے گی۔"

ناگ کو انسانی ہمدردی کے جوش میں یہ خیال ہی نہ رہا کہ کم از کم ایک بار تو سوچ لیتا کہ یہ لڑکی آخر کون ہے جس نے ابھی تک ناگ سے یہ نہیں پوچھا کہ وہ اس کی ماں کو کیسے ٹھیک کرے گا؟ لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ عنبر، ناگ، ماریا، کیٹی اور تھیوسانگ نے ہمیشہ دکھی انسانوں کی مدد کی تھی اور ایسا کرتے ہوئے کبھی نہیں ہچکچاتے تھے خواہ وہ کسی مصیبت میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی کیوں نہ پھنس جائیں۔

چنانچہ ناگ بغیر سوچے سمجھے منگلا دیوی کے ساتھ مندر کے احاطے میں داخل ہوگیا۔ اب وہ منگلا دیوی کے طلسم کے اثر میں تھا۔ غریب لڑکی نے کہا۔

"میری ماں اس کوٹھڑی میں ہے۔"

وہ ناگ کو کوٹھڑی کے اندر تک لے جانا چاہتی تھی تاکہ طلسم کے ناکام ہو جانے کا ذرا سا بھی امکان نہ رہے۔ ناگ بے دھڑک کوٹھڑی میں داخل ہوگیا۔ اندر جاتے ہی اس نے نیم اندھیرے میں دیکھا کہ وہاں کوئی عورت نہیں تھی۔ کوٹھڑی بالکل خالی پڑی تھی۔ اس نے پلٹ کر لڑکی سے پوچھنا چاہا کہ تمہاری ماں کہاں ہے۔ وہ یہ دیکھ کر پریشان سا ہوا کہ لڑکی بھی غائب ہو چکی تھی۔ ناگ فوراً سمجھ گیا کہ اس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔ مگر اب دیر ہو چکی تھی۔ منگلا دیوی نے اس پر طلسم کر دیا تھا۔ ناگ سانس کھینچ کر عقاب کی شکل میں تبدیل ہونا چاہتا تھا کہ اسے احساس ہوا کہ وہ سانس اپنے اندر نہیں کھینچ سکتا۔ پھر اسے کوٹھڑی کی فضا میں ایک بھیانک چیخ کی آواز سنائی دی اور ناگ ایک سیاہ کالے موتی کی شکل میں کوٹھڑی کے فرش پر گر پڑا اس موتی کا سائز ایک ناشپاتی جتنا تھا۔ ناگ کو فوراً پتہ چل گیا کہ اس پر جادو چل گیا ہے۔ ایک عجیب بات تھی کہ اس کی

ا نہ سانپ کی تھی نہ انسان کی۔ وہ ایک سیاہ کالے
ی شکل میں تھا مگر اسے مندر کے باہر چلتی ہوا کی آواز
آرہی تھی اور وہ کوٹھڑی کے اندر نیم روشن فضا میں
ٹھڑی کی دیواروں اور چھت کو بھی دیکھ رہا تھا۔ پھر اچانک
نے کوٹھڑی کی فضا میں منگلا دیوی کے دھندلے جسم کو دیکھا
مجھ گیا کہ یہی منگلا دیوی ہے جو اصل میں غائب ہے مگر وہ
ے مت کال سرمے کی وجہ سے دیکھ رہا ہے اور اسی نے
ں پر جادو کیا ہے۔ ناگ نے بولنا چاہا مگر اس پر یہ افسوسناک
انکشاف ہوا کہ وہ سن سکتا ہے۔ دیکھ سکتا ہے مگر بول نہیں سکتا۔

اسے منگلا دیوی کی تیز "سی" ایسی آواز سنائی دی۔
"ناگ دیوتا! میں نے تمہیں صرف اس لیے اپنے علم میں جکڑا
ہے کہ میں تمہارے دوست تھیوسانگ کو تمہاری مدد اور
تمہاری حفاظت سے محروم کرنا چاہتی ہوں کیونکہ مجھے
اس سے بھی بدلہ لینا ہے۔ اب تو میرے جادو کے اثر
سے کبھی نہ نکل سکے گا اور میں تمہیں ایسی جگہ پہنچا دوں
گی کہ صدیاں گذر جائیں گی اور کسی کو تمہاری قسمت
کا حال معلوم نہ ہو سکے گا۔" اس کے بعد تھیوسانگ کا
بھی یہی حال کروں گی۔"
منگلا دیوی کی ان باتوں کو سن کر ناگ کو افسوس ہوا کہ وہ کیوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک چالاک لڑکی کی چال میں پھنس گیا۔ مگر اس میں ناگ کا کوئی قصور نہیں تھا۔ اس نے ایک غریب لڑکی کی مدد کی تھی۔ آگے جو نتیجہ نکلا وہ اس نے خدا کے حوالے کر دیا اور صبر کر کے رہ گیا۔

منگلا دیوی نے ناگ کے سیاہ موتی کو اٹھایا اور فضا میں اوپر آکر ایک طرف اڑنا شروع کر دیا۔ شہر سے دور سمندر کے کنارے لنکا کی بندرگاہ تھی۔ یہاں کتنے ہی چھوٹے بڑے دخانی جہاز سمندر میں کھڑے تھے۔ ایک بادبانی جہاز بندرگاہ سے ہٹ کر دور سمندر میں بادبان لپیٹے کھڑا تھا۔ اس پر تیل کے پیپے اور دوسرا سامان لدا ہوا تھا۔ دو کشتیاں مال لے کر اس جہاز کی طرف جا رہی تھیں۔ جہاز کا کپتان اور ملاح اپنے اپنے کاموں میں لگے تھے۔ پھر کپتان کے حکم سے جہاز کا لنگر اٹھا دیا گیا اور اس کے بادبان کھلنے لگے۔ جہاز چلنے والا تھا۔

منگلا دیوی کو ایسے ہی جہاز کی تلاش تھی۔ وہ ناگ کے سیاہ موتی نقش کو لے کر جہاز کی طرف گئی۔ پھر سمندر میں اتر گئی۔ جہاز کا پیندا پانی میں ڈوبا ہوا تھا۔ منگلا دیوی نے جہاز کے اگلے حصے میں پیندے کے بالکل نیچے جا کر ایک جگہ ناگ کے سیاہ نقش کو لکڑی میں سوراخ کر کے وہاں اس طرح سے جما دیا کہ اسے پانی کی تیز سے تیز لہر بھی اپنی جگہ سے نہ اکھاڑ سکتی تھی۔

ناگ ایک سیاہ موتی ایسے نقش کی شکل میں پانی کے اندر جہاز

کے پیندے کے نچلے حصے میں چپک کر رہ گیا۔ منگلا دیوی چلی گئی۔ ناگ کو اپنے سامنے سمندر کا گدلا پانی نظر آ رہا تھا۔ جس میں مختلف قسم کی مچھلیاں تیر رہی تھیں۔

ناگ نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اس کا یہ انجام بھی ہو گا۔ جہاز کے بادبانوں میں ہوا بھر گئی اور اس نے سمندر میں جنوب کی طرف اپنا سفر شروع کر دیا۔ ناگ کا دل ایک دم اداس ہو گیا۔ وہ اچانک ہی تھیوسانگ سے ملا تھا اور اچانک ہی اس سے اور ماریا سے یوں جدا ہو گیا کہ اب خدا جانے کب اس سے دوبارہ ملاقات ہو۔

دوسری طرف تھیوسانگ نے راجہ کے محل کے باہر جا کر ایک آدمی سے کریدنے کی کوشش کی کہ وہ سپاہی کون لوگ تھے جو غیر یعنی پانڈو ڈاکو کو موت کی سزا دینے کے لیے لے گئے تھے مگر اس نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ تھیوسانگ نے ایک سپاہی کو بھی باتوں میں لگا کر باتوں ہی باتوں میں پوچھنا چاہا تو وہ خاموش ہو کر تھیوسانگ کو گھورنے لگا اور بولا۔

"خبردار! آئندہ ایسا سوال کسی سے نہ پوچھنا۔"

تھیوسانگ نے سوچا کہ اس کے لیے باقاعدہ کوئی اسکیم تیار کرنی چاہیے۔ اس طرح سے تو کوئی بھی اسے کچھ نہیں بتائے گا۔ وہ یہ ساری باتیں ناگ کو بتانے کے لیے واپس سرائے میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک چالاک لڑکی کی چال میں پھنس گیا۔ مگر اس میں ناگ کا کوئی قصور نہیں تھا۔ اس نے ایک غریب لڑکی کی مدد کی تھی۔ آگے جو نتیجہ نکلا وہ اس نے خدا کے حوالے کر دیا اور صبر کر کے رہ گیا۔

منگلا دیوی نے ناگ کے سیاہ موتی کو اٹھایا اور فضا میں اوپر آ کر ایک طرف اڑنا شروع کر دیا۔ شہر سے دور سمندر کے کنارے لنکا کی بندرگاہ تھی۔ یہاں کتنے ہی چھوٹے بڑے دخانی جہاز سمندر میں کھڑے تھے۔ ایک بادبانی جہاز بندرگاہ سے ہٹ کر دور سمندر میں بادبان لپیٹے کھڑا تھا۔ اس پر تیل کے پیپے اور دوسرا سامان لدا ہوا تھا۔ دو کشتیاں مال لے کر اس جہاز کی طرف جا رہی تھیں۔ جہاز کا کپتان اور ملاح اپنے اپنے کاموں میں لگے تھے۔ پھر کپتان کے حکم سے جہاز کا لنگر اٹھا دیا گیا اور اس کے بادبان کھلنے لگے۔ جہاز چلنے والا تھا۔ منگلا دیوی کو ایسے ہی جہاز کی تلاش تھی۔ وہ ناگ کے سیاہ موتی نقش کو لے کر جہاز کی طرف گئی۔ پھر سمندر میں اتر گئی۔ جہاز کا پیندا پانی میں ڈوبا ہوا تھا۔ منگلا دیوی نے جہاز کے اگلے حصے میں پیندے کے بالکل نیچے جا کر ایک جگہ ناگ کے سیاہ نقش کو لکڑی میں سوراخ کر کے وہاں اس طرح سے جما دیا کہ اسے پانی کی تیز سے تیز لہر بھی اپنی جگہ سے نہ اکھاڑ سکتی تھی۔ ناگ ایک سیاہ موتی ایسے نقش کی شکل میں پانی کے اندر جہاز

کے پیندے کے نچلے حصے میں چپک کر رہ گیا۔ منگلا دیوی چلی گئی۔ ناگ کو اپنے سامنے سمندر کا گدلا پانی نظر آ رہا تھا۔ جس میں مختلف قسم کی مچھلیاں تیر رہی تھیں۔

ناگ نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اس کا یہ انجام بھی ہو گا۔ جہاز کے بادبانوں میں ہوا بھر گئی اور اس نے سمندر میں جنوب کی طرف اپنا سفر شروع کر دیا۔ ناگ کا دل ایک دم اداس ہو گیا۔ وہ اچانک ہی تھیوسانگ سے ملا تھا اور اچانک ہی اس سے اور ماریا سے یوں جدا ہو گیا کہ اب خدا جانے کب اس سے دوبارہ ملاقات ہو۔

دوسری طرف تھیوسانگ نے راجہ کے محل کے باہر جا کر ایک آدمی سے کریدنے کی کوشش کی کہ وہ سپاہی کون لوگ تھے جو عنبر یعنی پانڈو ڈاکو کو موت کی سزا دینے کے لیے لے گئے تھے مگر اس نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ تھیوسانگ نے ایک سپاہی کو بھی باتوں میں لگا کر باتوں ہی باتوں میں پوچھنا چاہا تو وہ خاموش ہو کر تھیوسانگ کو گھورنے لگا اور بولا۔

"خبردار! آئندہ ایسا سوال کسی سے نہ پوچھنا۔"

تھیوسانگ نے سوچا کہ اس کے لیے باقاعدہ کوئی اسکیم تیار کرنی چاہیے۔ اس طرح سے تو کوئی بھی اسے کچھ نہیں بتائے گا۔ وہ یہ ساری باتیں ناگ کو بتانے کے لیے واپس سرائے میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آیا تو اسے معلوم ہوا کہ ناگ تو ایک لڑکی کے ساتھ اس کی ماں کی جان کو بچانے کے لیئے مندر کی طرف گیا ہے تھیوسانگ کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی ۔ یہ کیا ہو گیا ۔ ضرور منگلا دیوی نے ناگ کو پھانسنے کے لیئے کوئی چکر چلایا ہے ۔

تھیوسانگ بھاگا بھاگا منگلا دیوی کے مندر کے قریب جا پہنچا وہ ظاہر ہے کہ مندر کے احاطے میں داخل ہونے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا ۔ اس نے باہر ہی رہ کر ناگ کو آواز دی ۔ کئی بار آوازیں دینے کے باوجود مندر کی کوٹھڑی میں سے کسی نے جواب نہ دیا ۔ تھیوسانگ سمجھ گیا کہ ناگ منگلا دیوی کے طلسم کا شکار ہو گیا ہے ۔ اس نے جھک کر زمین پر دیکھا ۔ وہاں ناگ کے قدموں کے نشان موجود تھے ۔ اس کے ساتھ ہی لڑکی کے پاؤں کے نشان تھے ۔ یہ قدم منگلا کے مندر کے احاطے کی طرف جا رہے تھے ۔ اب تھیوسانگ کو یقین ہو گیا کہ ناگ کو منگلا دیوی کسی چال میں پھنسا کر مندر میں لے گئی ہے اور پھر اس پر کوئی طلسم کر کے اسے قید کر دیا ہے ۔

تھیوسانگ کو منگلا دیوی پر اس قدر غصہ آیا کہ اس نے چلا کر کہا ۔

"بدخصلت منگلا! تو نے میرے دوست کو تو اپنے قبضے میں لا کر لیا ۔ مگر یاد رکھو میں تیرے ہاتھ نہیں آؤں گا ۔

اور ناگ میں اتنی طاقت ہے کہ وہ تیرے طلسم سے آزاد ہو جائے ۔"

اب میں تھیوسانگ کو فضا میں ایک تیز قہقہہ سنائی دیا ۔ یہ منگلا ہی کے سوائے اور کسی کا قہقہہ نہیں ہو سکتا تھا ۔ اس کے بعد خاموشی چھا گئی ۔ تھیوسانگ سخت غصے کے عالم میں واپس سرائے میں آ گیا ۔ ناگ اس کے قریب آ کر ایک بار پھر بچھڑ گیا تھا ۔ تھیوسانگ کو اب کسی طرف سے امید کی کرن دکھائی نہیں دیتی تھی ۔ وہ سخت مایوس ہو چکا تھا کہ اچانک اسے اس جوگی کا خیال آ گیا جس نے اسے اور کیٹی کو وہ راکھ دی تھی جو کہ اپنی گردن پر لگا کر وہ منگلا کے طلسم سے آزاد ہو گئے تھے ۔ تھیوسانگ کو پوری امید تھی کہ یہ جوگی اس کو اندھیرے میں کوئی نہ کوئی راہ ضرور دکھائے گا ۔ کیوں کہ وہ بڑا گیانی دھیانی جوگی تھا ۔

تھیوسانگ جنگل میں سے گزرتا اس چٹان کی غار میں آیا جہاں جوگی اسے پہلی بار ملا تھا ۔ تھیوسانگ نے سارے غار کو چھان مارا تھا ۔ جوگی کو آواز بھی دی مگر جوگی وہاں نہیں تھا ۔ شاید وہ کہیں جا چکا تھا ۔ کیوں کہ اس کے بیٹھنے کی ہرن کی چھال اور پانی کا کٹورا بھی وہاں نہیں تھا ۔

تھیوسانگ نا امید ہو کر غار سے باہر آ گیا اور واپس سرائے کی طرف چل پڑا ۔ اب اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کس طرف کو جائے ۔ ماریا کو تلاش کرے، عنبر کے پیچھے جائے ناگ کا سراغ لگانے کی کوشش کرے یا کیٹی کا کھوج لگائے۔ اس کے چاروں دوست اس سے بچھڑ گئے۔

تھیوسانگ بالکل اداس ہو گیا۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا جنگل میں چلا رہا تھا کہ اچانک اسے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے کسی گہرے کنویں کے اندر سے آ رہی ہوں۔ تھیوسانگ ان آوازوں کی طرف چلنے لگا کہ معلوم کرے یہ آوازیں کیسی ہیں کیا دیکھتا ہے کہ ایک جگہ کنویں میں سے گار نکالی جا رہی ہے۔ تین آدمی جن کے رنگ اور آنکھیں زرد ہیں کنویں کے باہر کھڑے رسی کی مدد سے نیچے سے گار کی بالٹیاں اُوپر کھینچ رہے ہیں۔ جب وہ گار باہر الٹ دیتے ہیں تو خالی بالٹیاں دوبارہ کنویں میں لٹکا دیتے ہیں۔ کنویں کے اندر دو آدمی ہیں جو نیچے سے لمبی لمبی آوازیں بھی نکال رہے تھے۔ اور کنویں کی تہہ سے گار نکال کر بالٹیوں میں بھی ڈال رہے تھے۔

تھیوسانگ قریب سے گزرا تو اسے کنویں کے اندر سے گار نکالنے والوں کی آوازیں سنائی دیں۔

ہاں بھئی ہاں بھئی گار نکالو۔
ہاں بھئی ہاں بھئی بالٹی کھینچو
ہاں بھئی نیچے کالا اندھیرا

ہاں بھئی نیچے کالا اندھیرا"

انسانی آوازیں تھیوسانگ کو بڑی ڈراؤنی لگیں۔ ان آوازوں سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ سب سے زیادہ حیرانی تھیوسانگ کو باہر کھڑے آدمیوں کے رنگ دیکھ کر ہوئی۔ ان کے رنگ گہرے نیلے تھے۔ اور آنکھیں زرد تھیں۔ سر کے بال بھی نیلے رنگ کے تھے۔ تھیوسانگ اپنی پریشانی میں تھا۔ وہ آگے چل دیا۔ وہ چند قدم چلا ہو گا کہ نیلے آدمیوں نے ایک دوسرے کو خفیہ اشارہ کیا۔ پھر کنویں کی منڈیر پر آہستہ سے تین بار پاؤں مارے۔ کنویں کے اندر جو آدمی گار نکال رہے تھے۔ انھوں نے یہ آواز سن لی اور فوراً ہی کنویں سے بھیانک آوازیں بلند ہوئیں۔

بچاؤ ۔ بچاؤ ۔ بچاؤ

باہر والے نیلے آدمیوں نے بھی ایک دم سے شور مچا دیا۔

"بھائی صاحب! ہمارے آدمیوں کو بچانے میں ہماری مدد کرنا۔ ہمارے آدمی کنویں میں ڈوب رہے ہیں۔"

تھیوسانگ نے یہ آواز سنی تو جلدی سے ان نیلے آدمیوں کے پاس آیا اور بولا۔

"کیا ہوا بھائیو؟"

ان میں سے ایک نے کہا۔

"ہمارے بھائی کنویں میں سے گارا نکال رہے تھے کہ ڈوب گئے۔ ان کو بچانے میں ہماری مدد کرو۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"تم رسی نیچے لٹکاؤ۔ میں کنویں میں اترتا ہوں۔"

تھیوسانگ فوراً رسی کی مدد سے نیچے اترنے لگا۔ اسے ابھی تک نیچے سے بچاؤ بچاؤ کی آوازیں آ رہی تھیں۔ کنواں اس قدر گہرا تھا کہ اس کی تہہ ہی نہیں آ رہی تھی۔ سب سے حیرت ناک بات یہ تھی کہ جوں جوں تھیوسانگ کنویں میں اتر رہا تھا نیچے سے آنے والی آدمیوں کی آوازیں اور دور ہوتی جا رہی تھیں۔ تھیوسانگ نے اوپر نگاہ اٹھائی تو اوپر اسے اندھیرا ہی اندھیرا دکھائی دیا۔ خدا جانے جو آدمی اوپر تھے وہ کہاں چلے گئے تھے۔ تھیوسانگ نے نیچے دیکھا۔ نیچے بھی گہرا اندھیرا تھا۔ آدمیوں کی آوازیں بھی اب آہستہ آہستہ مدھم ہو رہی تھیں۔ تھیوسانگ کو خیال آیا کہ کہیں وہ کسی جال میں تو نہیں پھنس گیا؟ اس نے نیچے جانے کی بجائے واپس اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ وہ کتنی دیر تک اوپر چڑھتا رہا مگر کنویں کا منہ ہی نہیں آتا تھا۔ تھیوسانگ ایک بار پھر نیچے اترنے لگا۔ اب نیچے گہرے اندھیرے میں سے کسی آدمی کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ اچانک اوپر سے کسی نے رسی کاٹ دی دی۔ تھیوسانگ کنویں کے اندر تاریکی میں لڑھکتا ہوا نیچے ہی

نیچے گرتا چلا گیا۔

کتنی دیر تک کنویں کے اندر گرتے رہنے کے بعد تھیوسانگ گیلی ریت پر دھپ سے گر پڑا۔ اس نے جو پہلی بات محسوس کی وہ یہ تھی کہ کنویں کے اندر کاربن ڈائی آکسائیڈ پھیلی ہوئی تھی۔ اس گیس میں کوئی عام انسان زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔ اس کا ایک سانس لینے سے ہی آدمی بے ہوش ہو جاتا ہے اور پھر گیس میں دس پندرہ منٹ تک سانس لینے کے بعد مر جاتا ہے۔ مگر تھیوسانگ چونکہ ایک خلائی سیارے کا رہنے والا تھا اور کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس میں ہی پلا بڑھا تھا اس لیے اس گیس سے اسے کوئی تکلیف نہیں ہو رہی تھی۔ وہ گیلی ریت پر سے اٹھا اس نے دیکھا کہ کنویں کی دیوار جہاں گیلی ریت میں جذب ہوئی تھی وہاں ایک شگاف بنا ہوا تھا۔ اس شگاف کی دوسری جانب بھی اندھیرا تھا۔

تھیوسانگ جھک کر اس شگاف میں داخل ہو گیا۔ وہ رینگ کر آگے بڑھنے لگا کہ شاید کسی جگہ سے وہ کنویں سے باہر نکل جائے۔ جوں جوں وہ آگے بڑھ رہا تھا۔ اندھیرا کم ہوتا جا رہا تھا۔ تاریک غار بھی چوڑی ہو رہی تھی۔ آخر تھیوسانگ ایک ایسی کھلی جگہ میں پہنچ گیا۔ جس کی چھت میں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور کالے کالے ستون کھڑے تھے۔ تھیوسانگ نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اُٹھ کر ایک طرف چلنا شروع کیا۔ اسے پانی کے گرنے کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز کچھ دور اس کے ساتھ ساتھ رہی۔ پھر غائب ہو گئی۔ تھیوسانگ نے نیم تاریکی میں پتھر کی زنگار والی سیڑھیاں اوپر جاتے دیکھیں۔ وہ سیڑھیاں چڑھ کر بند دروازے کے پاس آگیا۔ اس نے آہستہ سے دھکا دیا تو دروازہ کھل گیا۔ دوسری طرف ایک لمبا چوڑا دالان تھا جس کی دیواریں اور چھت نیلی تھیں اور جگہ جگہ نیلے چراغ دانوں میں روشنی ہو رہی تھی۔

جوں ہی تھیوسانگ اس دالان میں داخل ہوا۔ دائیں بائیں سے دس بارہ نیلے آدمی جنھوں نے تلواریں اُٹھا رکھی تھی۔ اس پر ٹوٹ پڑے۔ انھوں نے تھیوسانگ کو اتنا موقع ہی نہ دیا کہ وہ انگلی اپنے یا کسی دوسرے کے جسم سے لگا سکتا۔ تھیوسانگ منہ کے بل فرش پر گر پڑا۔ نیلے آدمیوں نے فوراً اس کے ہاتھ پیٹھ پر باندھ دیئے۔ اور پھر اسے گھسیٹتے ہوئے ساتھ والے کمرے میں لے گئے۔ تھیوسانگ کو فرش پر سے اٹھا کر ایک چبوترے پر بٹھا دیا گیا۔

تھیوسانگ کے ہاتھ پیچھے بندھے تھے۔ وہ اپنے جسم کے ساتھ انگلی لگا سکتا تھا مگر پہلے وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ نیلے رنگ کے لوگ کون ہیں اور زمین کے نیچے انھوں نے اپنی دنیا کیوں بنا رکھی ہے۔ نیلے آدمی چلے گئے۔ صرف چار مسلح آدمی تلواریں لیئے وہاں تھیوسانگ پر پہرہ دیتے رہے۔ تھیوسانگ نے ایک آدمی سے سوال کیا کہ اسے یہاں کس لیئے لایا گیا ہے۔ نیلے سپاہی نے تھیوسانگ کی گردن پر تلوار کی نوک رکھ کر کہا۔

"خاموش رہو۔"

تھیوسانگ چپ ہو گیا۔ سامنے والا نیلا دروازہ کھلا۔ دو نیلے آدمی جنھوں نے عجیب سا نیلا لباس پہن رکھا تھا اندر آکر تھیوسانگ کے دائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ ایک نیلا آدمی اس کے پیچھے کی طرف آگیا۔ پہلے سپاہی پیچھے ہٹ گئے۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"آپ لوگ مجھے یہاں کس لیئے لے آئے ہیں۔ میں نے تمہارا کوئی قصور نہیں کیا۔ پھر مجھے کیوں پریشان کر رہے ہو۔" آنے والے نے غراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا۔"

اچانک اس آدمی نے جو تھیوسانگ کے پیچھے کھڑا تھا اپنا ہاتھ اس کی گردن پر رکھ دیا۔ ساتھ ہی سرگوشی میں ہپناٹائز کرنے کے انداز میں کہا۔

"تم بے ہوش ہو رہے ہو۔ تم بے ہوش ہو رہے ہو۔"

تھیوسانگ نے سوچا کہ وہ بے ہوش ہونے کا بہانہ بنا کر ہی ان لوگوں کے راز معلوم کر سکتا ہے کہ آخر یہ مخلوق اسے کیوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پکڑ کر یہاں لے آئی ہے۔ تھیو سانگ نے آہستہ آہستہ اپنی گردن یوں نیچے ڈھلکانی شروع کر دی جیسے وہ بے ہوش ہو رہا ہے۔ نیلے آدمیوں نے اسے پکڑ کر وہیں چبوترے پر لٹا دیا۔ وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ تھیو سانگ بے ہوش ہے مگر وہ بے ہوش نہیں تھا۔ بلکہ ہوش میں تھا۔ صرف اس کی آنکھیں بند تھیں۔ نیلے کمرے میں چونکہ ہلکا ہلکا اندھیرا تھا۔ اس لیئے وہ تھوڑی سے آنکھ کھول کر دیکھ بھی رہا تھا۔

سامنے والے دروازے میں سے اب ایک اور اونچا لمبا نیلا آدمی داخل ہوا۔ اس کے ساتھ دو نیلے باڈی گارڈ بھی تھے۔ وہ تھیو سانگ کے پاس آکر کہنے لگا۔

"یہ ابھی تک زندہ کیسے ہے، شوپن"

نیلا آدمی جس کا نام شوپن تھا اور جو ان کا شاید طبیب تھا، بولا۔

"عظیم نیلمبر! یہ اس زمین کی مخلوق نہیں ہے۔ اس کے خون میں کوئی ایسی شے ہے جس پر ہمارے نیلے دیوتا کے سانس کا اثر نہیں ہو رہا"

نیلمبر بولا۔

"لیکن تمہارے ہاتھ لگانے سے یہ بے ہوش تو ہو گیا"

شوپن نے کہا۔

"ہاں عظیم نیلمبر! مگر یہ میرے جسم میں جو نیلے دیوتاؤں کی مقناطیسی طاقت ہے۔ اس کے اثر کی وجہ سے ایسا ہوا۔

نیلمبر نے کہا۔

"اگر یہ کسی دوسری دنیا کی مخلوق ہے تو ہم اس سے کیا کام لے سکتے ہیں شوپن"

شوپن کہنے لگا۔

"عظیم نیلمبر! یہ میں آپ کو تنہائی میں بتاؤں گا۔ یہ ہمارے بڑے کام آسکتا ہے"

عظیم نیلمبر نے اسی وقت حکم دیا کہ تھیو سانگ کو نیلے تابوت میں ڈال دیا جائے اور ہمارے دوسرے حکم کا انتظار کیا جائے۔ تھیو سانگ ذرا سی آنکھ کھولے دیکھ رہا تھا اور یہ سب کچھ سن بھی رہا تھا۔ عظیم نیلمبر جو شاید اس نیلی مخلوق کا بادشاہ تھا۔ اپنے باڈی گارڈز کے ساتھ چلا گیا۔ شوپن نے اپنے سپاہیوں کو اشارہ کیا۔ سپاہیوں نے تھیو سانگ کو اٹھایا اور ایک تاریک غلام گردش میں سے گذرتے ہوئے کچھ سیڑھیاں اتر کر ایک اندھیری کوٹھڑی میں آگئے۔ پھر یہاں ایک موم بتی روشن کر دی گئی۔ تھیو سانگ نے دیکھا کہ چھوٹی سی نیلی کوٹھڑی تھی۔ جس کی دیواریں اینٹوں کی بجائے انسانی کھوپڑیوں سے بنائی تھی۔ کتنی ہی انسانی کھوپڑیاں دیوار میں لگی تھیو سانگ کی طرف اپنی بے نور آنکھوں سے جیسے دیکھ رہی تھیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ کا خیال تھا کہ اسے کسی تابوت میں ڈالا جائے گا۔ مگر اسے معلوم ہوا کہ اسی کوٹھڑی کو نیلا تابوت کہا جاتا ہے۔ سپاہیوں نے تھیوسانگ کے بازو کھول دیئے اور خود کوٹھڑی کو باہر سے تالا لگا کر چلے گئے۔ تھیوسانگ نے اٹھ کر دیوار میں لگی کھوپڑیوں کو غور سے دیکھا۔ یہ سب کی سب انسانوں کی کھوپڑیاں تھیں سب کی آنکھوں اور منہ میں گہرے سوراخ تھے۔ مگر ان سوراخوں کے پیچھے دیوار پتھر کی تھی۔ تھیوسانگ سوچنے لگا کہ یہ لوگ عقلمند ضرور ہیں کہ انہیں یہ پتہ چل گیا کہ وہ خلائی مخلوق ہے۔ مگر سوال یہ تھا کہ آخر شوپن اس سے کیا کام لینا چاہتا تھا۔ تھیوسانگ نے اس زیرزمین رہنے والی پراسرار مخلوق کے معمے کو حل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ خاموشی سے فرش پر بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ تھیوسانگ کو انسانی چیخوں کی دبی دبی آوازیں سنائی دیں۔ آوازیں دیوار کے پیچھے سے آ رہی تھیں۔ اس نے سر اٹھا کر دیوار کی ایک کھوپڑی، سے کان لگا دیا۔ دوسری طرف سے انسانی چیخیں بلند ہو رہی تھیں۔ پھر آہستہ آہستہ یہ چیخیں خاموش ہو گئیں اور گہرا موت ایسا سناٹا چھا گیا۔ تھیوسانگ کو تشویش ہوئی کہ دیوار کی دوسری طرف یہ کیا بھیانک کام ہو رہا ہے۔

اس نے دیوار کی کھوپڑی کو اپنی خاص انگلی سے چھوا۔ وہ

کھوپڑی چھوٹی ہو کر ایک بٹن جتنی ہو گئی۔ اس کے پیچھے دیوار کا پتھر نظر آنے لگا۔ تھیوسانگ نے ایک پتھر کو بھی انگلی لگائی تو وہ بھی چھوٹا ہو گیا۔ پتھر کے چھوٹا ہونے سے دیوار میں ایک چوکور سوراخ پیدا ہو گیا۔ تھیوسانگ نے اس میں گردن ڈال کر دوسری طرف دیکھنا چاہا مگر اس کی گردن سوراخ میں سے دوسری طرف نہیں جا رہی تھی۔ دوسری طرف اندھیرا تھا۔ اور اسے بو آ رہی تھی کہ جیسے وہ بوچڑ خانے میں آ گیا ہو۔

تھیوسانگ نے اب ایسا کیا کہ خود اپنے آپ کو انگلی سے چھوا اور جب وہ خود انگلی جتنے سائز کا ہو گیا تو کھوپڑیوں کے کھلے منہ پر بڑی آسانی سے دوسری طرف گذر گیا۔ دوسری طرف اسے پہلے تو اندھیرے میں کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ پھر اس نے اندھیرے میں دھندلی دھندلی سی پتھروں کی محرابیں دیکھیں جو جھکی ہوئی تھیں۔ ان کے آگے ایک اندھیری راہ داری تھی۔ تھیوسانگ دیوار کی دوسری طرف اتر گیا۔ وہ پتھروں کی جھکی ہوئی محرابوں کی طرف بڑھا۔ یہاں پہنچ کر تھیوسانگ نے اپنے آپ کو دوسری بار انگلی سے چھو کر ——— پھر سے پورے سائز میں کر لیا۔ اور دیکھا کہ محرابوں کے پیچھے تاریک کوٹھڑیاں بنی ہوئی ہیں ان کوٹھڑیوں میں سے عجیب سی ناگوار بو آ رہی تھی۔

تھیوسانگ۔ ایک کوٹھڑی میں گیا تو اس کے رونگٹے کھڑے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو گئے۔ کوٹھڑیوں کی دیواروں اور چھت کے ساتھ انسانی بازو اور ٹانگیں لٹک رہی تھیں۔ تھیوسانگ دوسری کوٹھڑیوں میں گیا تو وہاں بھی انسانی بازو اور ٹانگیں چھت سے لٹکتی دیکھیں۔ ایک کوٹھڑی انسانوں کے اعضا کی ہڈیوں سے بھری ہوئی تھی۔ تھیو سانگ اس خیال سے کانپ گیا کہ یہ نیلی مخلوق انسانوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر یوں لٹکا دیتی ہے۔ یہ درندگی تھی اور انسانیت کے خلاف سب سے مکروہ فعل تھا۔ تھیوسانگ واپس مڑا تو اسے ایک کوٹھڑی سے کسی عورت کی دبی دبی سسکیاں بھرنے کی آواز آئی۔ وہ تیزی سے اس آواز کی طرف بڑھا۔ یہ آواز سب سے آخری کوٹھڑی میں سے آ رہی تھی۔

تھیوسانگ دبے پاؤں کوٹھڑی کے محرابی دروازے پر گیا۔ کوٹھڑی میں اندھیرا تھا۔ تھیوسانگ نے اس اندھیرے میں ایک نیلے رنگ کی جوان لڑکی کو اس حالت میں دیکھا کہ اس کے ہاتھ پیر رسی سے بندھے تھے۔ اور وہ سسکیاں بھر کر رو رہی تھی۔ تھیوسانگ نے قریب جا کر کہا

"تم ——— کون ہو بہن؟"

نیلی لڑکی نے چونک کر پھٹی پھٹی آنکھوں سے تھیوسانگ کو دیکھا اور بولی۔

"تم کون ہو؟ تمہارا رنگ نیلا نہیں۔ تم نے مجھے بہن

کہا ہے۔ تم ——— کون ہو بھائی؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"مجھے اپنا بھائی ہی سمجھو۔ میں بدقسمتی سے ان لوگوں کے ہتھے چڑھ گیا ہوں۔"

لڑکی نے کہا۔

"مگر تم یہاں کیسے آ گئے، بھائی؟ یہاں تو سوائے نیلی مخلوق کے دوسرا کوئی نہیں آتا۔ صرف وہی بدنصیب باہر والا آتا ہے جس کو ان لوگوں نے کاٹ کر کھانا ہوتا ہے۔"

تھیوسانگ لرز اٹھا۔ تو کیا یہ مخلوق آدم خور تھی؟ نیلی لڑکی نے تھیوسانگ کے پوچھنے پر بتایا۔

"میں ان لوگوں میں سے ہوں۔ اسی لیے میرا رنگ بھی نیلا ہے۔"

"پھر ان لوگوں نے تمہیں یہاں باندھ کر ڈال رکھا ہے؟"

نیلی لڑکی نے کہا۔

"میں کچھ دنوں سے بیمار رہنے لگی تھی۔ یہاں کا اصول ہے کہ جو کوئی ہم میں سے بیمار ہو جاتا ہے یہ لوگ اس کو بھی کاٹ کر کھا جاتے ہیں۔ ابھی ابھی انہوں نے ایک نیلے آدمی کو ہلاک کیا تھا۔ جو تھوڑا سا ہی بیمار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔"

تھیو سانگ نے نیلی لڑکی سے پوچھا۔

"پہلی بات تو مجھے یہ بتاؤ کہ اگر میں تمہیں یہاں سے نکال دوں تو کیا تم باہر کی دنیا میں زندہ رہ سکو گی"۔

نیلی لڑکی نے جواب میں کہا۔

"ہم لوگ باہر کی فضا میں زندہ رہ سکتے ہیں۔ مگر باہر کی فضا کا رہنے والا یہاں زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ باہر سے جس آدمی کو بھی اغوا کر کے لاتے ہیں۔ اسے اسی وقت مار ڈالتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ تم اب تک زندہ کیسے ہو"۔

تھیو سانگ نے کہا۔

"میں اس لیے اس زہر آلود فضا میں بھی زندہ ہوں کہ میرے خون اتفاق سے ان ذرات کی تعداد بہت زیادہ ہے جو اس جگہ پھیلی ہوئی گیس کو بڑی آسانی سے برداشت کر سکتے ہیں"۔

تھیو سانگ نے نیلی لڑکی کو بالکل نہ بتایا کہ وہ خلائی سیارے کی مخلوق ہے۔ مگر اس نے اسے اتنا ضرور بتا دیا کہ یہ لوگ اس کے ابھی تک زندہ رہنے کی وجہ سے حیران ہیں اور ان کا خیال ہے کہ میں کسی دوسری دنیا کا باشندہ ہوں۔

نیلی لڑکی نے کہا۔

"تم یہاں سے اپنی کوٹھڑی میں واپس چلے جاؤ۔ کیوں کہ یہاں سے فرار ہونے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ وہ لوگ ابھی آ جائیں گے اور میرے ساتھ تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے"۔

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"میں یہ کیسے برداشت کر سکتا ہوں کہ ایک لڑکی کو ذبح کیا جائے اور میں اس کی مدد نہ کروں۔ میں تمہیں یہاں سے لے کر نکل جانا چاہتا ہوں۔ مجھے بتاؤ کیا یہاں سے فرار ہونے کا کوئی راستہ ہے۔"

نیلی لڑکی کے چہرے پر مایوسی کی لہر چھا گئی۔ مردہ سی آواز میں بولی۔

"یہاں سے ایک چوہا بھی اگر چاہے تو باہر نہیں جا سکتا۔ میرے ساتھ اپنی جان خطرے میں نہ ڈالو میرے بھائی۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو"۔

تھیو سانگ بولا۔

"جب تم نے مجھے بھائی کہہ دیا ہے تو کوئی بھی بھائی اپنی بہن کو اس حالت میں چھوڑ کر خود جان بچا کر فرار نہیں ہو سکتا"۔

نیلی لڑکی نے کہا۔

"مگر تم مجھے یہاں سے کیسے نکالو گے"؟

تھیو سانگ نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم مجھے صرف اتنا بتاؤ کہ یہاں سے باہر جانے کا کوئی راستہ ہے کہ نہیں؟"

نیلی لڑکی کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بولی۔

"یہ نیلی مخلوق کبھی کبھی باہر سے زندہ لوگوں کو بھی پکڑ کر یہاں لے آتی ہے مگر عام طور پر یہ مخلوق مُردہ آدمیوں کو کھاتی ہے اس کے لیئے انھوں نے یہ انتظام کر رکھا ہے کہ اس شہر کے باہر ایک مرگھٹ ہے جہاں ہندو لاشوں کو جلایا جاتا ہے۔ لوگ اپنے مُردوں کو وہاں چبوترے پر ڈال کر اوپر لکڑیاں لگا دیتے ہیں۔ پھر مرگھٹ کا آدمی ان لوگوں کو وہاں سے یہ کہہ کر بھگا دیتا ہے کہ لاش کو اکیلا ہی جلنا چاہیئے۔ یہ آدمی ہماری مخلوق سے ملا ہوا ہے۔ اس جگہ سے ایک خفیہ سرنگ اس مرگھٹ تک جاتی ہے۔ ہمارے آدمی اس سرنگ کے اندر ہی اندر سے اس چبوترے تک پہنچ جاتے ہیں جہاں ہندو مُردے کی لاش رکھی ہوتی ہے۔ وہاں سے اس مُردے کی لاش کو نیچے کھینچ لیا جاتا ہے اور پھر اسے ہماری مخلوق یہاں لے آتی ہے۔ اور اس کے اعضاء الگ الگ کر کے کوٹھڑی میں لٹکا دیئے جاتے ہیں اور بعد میں انہیں ہڑپ کر لیا جاتا ہے۔ مگر اس سرنگ میں سے فرار ہونا ناممکن بات ہے۔ میں اگر تمہیں اس سرنگ کا راستہ بتا بھی دوں تب بھی ہم دونوں پکڑے جائیں گے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ان باتوں کی تم فکر مت کرو۔ مجھے صرف یہ بتا دو کہ وہ سرنگ کہاں سے شروع ہوتی ہے۔"

نیلی لڑکی نے تھیوسانگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسی راہ داری کے جنوب میں ایک ڈھلان نیچے اترتی ہے اس ڈھلان کے آگے پانی کی ایک باڑی آتی ہے۔ باڑی کے پار ایک تنگ غار شروع ہو جاتا ہے جو زمین کے اندر ہی اندر سے مُردے جلانے والے مرگھٹ کے چبوترے پر جا کر کھل جاتا ہے لیکن یہاں نیلی مخلوق کے سپاہیوں کا زبردست پہرہ ہوتا ہے۔ ہم ان کی نظروں سے بچا کر تنگ غار سے کبھی نہیں گزر سکتے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"یہ کام تم مجھ پر چھوڑ دو۔ مجھے اب یہ بتاؤ کہ کیا ہم اسی وقت یہاں سے فرار ہو سکتے ہیں؟"

نیلی لڑکی نے تھیوسانگ کو بتایا کہ ابھی نیلی مخلوق کے کچھ آدمی مرگھٹ کی طرف گئے ہیں کیونکہ انہیں اطلاع ملی تھی کہ ایک مُردہ جلنے کے لیے مرگھٹ میں لایا گیا ہے۔ تھیوسانگ نے پوچھا کہ انہیں مرگھٹ تک جاتے اور وہاں سے واپس آتے ہوئے کتنی دیر لگے گی۔ نیلی لڑکی نے جواب دیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"وہ آدھی رات تک اس کام سے فارغ ہو جائیں گے"۔ تھیوسانگ بولا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آدھی رات کے بعد تمہارے پاس آؤں گا۔ اور ہاں میں تمہاری رسی کھولے جاتا ہوں"

نیلی لڑکی نے کہا۔

"اگر کوئی یہاں آگیا اور میری رسی کھلی ہوئی دیکھی تو وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے اور ابھی اسی جگہ ہلاک کر دیں گے۔ تم مجھے بندھی رہنے دو۔ میری قسمت میں جو کچھ لکھا ہے۔ مجھے منظور ہے"

تھیوسانگ نے اس کے جواب میں کہا۔

"انسان اپنی قسمت خود بناتا ہے بہن۔ تم بے شک بندھی رہو۔ مگر میں آدھی رات کے بعد تمہیں یہاں سے نکال کر لے جاؤں گا۔ یہ میرا فیصلہ ہے اور میں اپنے فیصلے سے کبھی پیچھے نہیں ہٹتا"

یہ کہہ کر تھیوسانگ کوٹھڑی سے باہر نکل آیا۔ وہ تیزی سے دیوار کے قریب اس جگہ آگیا جہاں پتھر کے چھوٹا ہو جانے سے چھوٹا سا شگاف پڑ گیا تھا۔ تھیوسانگ نے اپنے آپ کو چھوٹا کیا اور سوراخ میں سے گزر کر اپنی کوٹھڑی میں فرش پر چھلانگ لگا دی۔ فرش پر گرتے ہی اس نے اپنے آپ کو پھر سے بڑا کر لیا اور انگلی سے چھو کر پتھر کا شگاف بند کیا

اور پھر انسانی کھوپڑی کو بڑا کر کے دیوار میں لگا دیا۔ دیوار اب پھر سے بند ہو گئی۔

تھیوسانگ فرش پر بیٹھ گیا اور آدھی رات کے ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ اپنے حساب سے وہ ایک ایک لمحے کو گن کر گزار رہا تھا۔ ٹھیک اس وقت نیلی مخلوق کے چار آدمی خفیہ زیر زمین سرنگ کی تاریکی سے گزرتے مرگھٹ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ جب کہ نیلی لڑکی نے تھیوسانگ کو کہا تھا یہ نیلی مخلوق کے آدمی مرگھٹ میں تازہ آئے ہوئے مردے کو لینے جا رہے تھے۔ اس سے کچھ دیر پہلے زمین کے باہر مرگھٹ میں ایک لاوارث لاش لا کر مرگھٹ کے آدمی یعنی لاشیں جلانے والے کے حوالے کر دی گئی تھی۔ اسے شہر سے دو آدمی کھاٹ پر ڈال کر لائے تھے اور یہ کہہ کر وہاں ڈال گئے تھے کہ یہ لاش ایک مسافر کی ہے جو شہر کی ایک سرائے میں آکر مر گیا ہے اور کوتوالِ شہر نے کہا ہے کہ اسے جلا دو۔ لاشیں جلانے والا بڑا خوش ہوا کہ ایک ایسی لاش مل گئی ہے کہ جس کا والی وارث کوئی نہیں۔ اس نے فوراً خفیہ ذریعے سے زمین کے نیچے نیلی مخلوق کو پیغام پہنچا دیا کہ ایک لاش آکر لے جاؤ۔ چنانچہ یہ چاروں نیلے آدمی لاش کو لینے مرگھٹ کی طرف جا رہے تھے۔

یہ لاوارث لاش ایک ٹھگنے کالے سیاہ گول مٹول ہندو کی تھی جس کا سر منڈا ہوا تھا اور بیچ میں پرانے ہندوؤں کی طرح ایک بودی تھی۔ ٹھگنے ہندو کی لاش کو لاشیں جلانے والے نے بڑی بے دلی اور بے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

احتیاط سے چبوترے پر ڈال دیا اور اس کے ارد گرد محض دکھانے کے لیئے کچھ لکڑیاں ڈال کر انہیں تھوڑی سی آگ لگا دی۔ یہ لکڑیاں جان بوجھ کر گیلی رکھی گئی تھیں۔ تاکہ آگ اتنی جلدی لاش تک نہ پہنچے عین اس وقت اوپر سے بارش شروع ہو گئی۔ رات کا وقت تھا۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ اس وقت بھلا کون مرگھٹ میں یہ دیکھنے آتا ہے کہ لاش جلی ہے کہ نہیں۔ اور پھر لاوارث لاش کو کون پوچھتا ہے۔

لاشیں جلانے والے نے بڑے اطمینان سے لاش کو ادھ جلی لکڑیوں میں سے گھسیٹ کر نکالا اور اسے گیلی بارش والی زمین پر گھسیٹتا ہوا اپنی چھوٹی سی کوٹھڑی میں لے گیا اور کوٹھڑی کے باہر بیٹھ کر نیلی مخلوق کا انتظار کرنے لگا۔ لاش کی طرف اس کی پیٹھ تھی۔ ٹھگنے سیاہ بودی والے ہندو کی لاش اندھیری کوٹھڑی کے ننگے فرش پر پڑی تھی۔ اس کے اوپر میلا کچیلا پرانا زرد کپڑا پڑا تھا۔ لاشیں جلانے والا اندھیرے میں گرتی بارش کی جھالر میں سے چبوترے کی طرف گھور رہا تھا۔ کیونکہ اس کے نیچے نیلی مخلوق کی سرنگ کا خفیہ دروازہ کھلتا تھا اور وہیں سے نیلے آدمیوں کو لاش لے جانے اور لاش جلانے والے کو چاندی کے چار سکے دینے تھے۔ یہ مرگھٹ کا لاش فروش ہر لاش کے عوض نیلے آدمیوں سے چاندی کے چار سکے وصول کرتا تھا۔

آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ ہلکی ہلکی بارش کی آواز کے سوا اور کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ بادلوں میں ہلکی سی گرج پیدا

ہوئی۔ اور پھر وہی بارش کی ہلکی آواز والا سناٹا چھا گیا۔ اچانک لاشیں جلانے والے کو اپنے پیچھے آہٹ سنائی دی۔ اس نے پیچھے سر گھما کر دیکھا لاش اسی طرح فرش پر پڑی تھی۔ لاشیں جلانے والے نے کوئی خیال نہ کیا اور ایک بار پھر میدان میں بھیگتے ہوئے چبوترے کو دیکھنے لگا۔ ویسی ہی آہٹ اسے ایک بار پھر سنائی دی۔

لاشیں جلانے والے نے اب جو گردن گھما کر پیچھے دیکھا تو فرش پر ے ٹھگنے ہندو کی لاش غائب تھی۔ یہ آدمی تو ایسے اچھل پڑا جیسے کسی نے اس کے پاؤں پر کلہاڑا دے مارا ہو۔ اس نے آج تک کسی لاش کو غائب ہوتے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے آنکھیں زور سے ملیں کہ شاید یہ اس کی نظر کا دھوکہ ہو۔ مگر لاش واقعی غائب تھی۔ وہ ڈر کر بارش میں بھیگتا چبوترے کی طرف بھاگا۔

اس کے پاؤں کیچڑ میں دھنس رہے تھے۔ بارش میں تیز اور وہ چبوترے کے پاس گیا۔ لاش وہاں نہیں تھی۔ وہ اور زیادہ خوف زدہ ہوا اور مرگھٹ کے ٹوٹے ہوئے دروازے کی طرف اٹھ دوڑا کہ وہاں سے فرار ہو جائے۔ جوں ہی وہ مرگھٹ کے گیٹ پر پہنچا کسی نے پیچھے سے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس نے تڑپ کر پیچھے دیکھا تو اس کی جان ہی نکل گئی۔ ٹھگنے ہندو کی لاش بارش میں بھیگتی اس کے پیچھے کھڑی تھی۔ اس کا چہرہ پتھر کی طرح تھا اور پاؤں کیچڑ میں بھرے ہوئے تھے۔ ٹھگنے ہندو کی لاش نے دانت پیس کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"حرامی! میری لاش کو بیچ رہا تھا۔"

لاشیں جلانے والا تو تھر تھر کانپنے لگا تھا۔ اس نے لرزتے ہوئے ہاتھ جوڑ دیئے۔ وہ خشک سہمی آواز میں بولا۔

"معافی دے دو مہاراج۔"

ٹھگنے ہندو کی لاش نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا۔ اس کا ایک ہاتھ پیچھے تھا پیچھے سے ہاتھ نکالا تو اس کے ہاتھ میں مٹی کی چھوٹی سی کٹوری تھی۔ ٹھگنی لاش نے اس لاشیں بیچنے والے کو گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھایا تو وہ ننھا سا کیڑا بن گیا۔ ہندو کی لاش نے کیڑے کو کٹوری میں بند کر کے اس کو گیلی مٹی سے بھر دیا اور پھر اتنی زور سے ہوا میں اچھالا کہ مٹی کی کٹوری بارش والی اندھیری رات میں غائب ہو گئی۔

دوسری طرف نیلی مخلوق والے چاروں نیلے آدمی زیر زمین سرنگ میں سے گزرتے خفیہ دروازے میں سے نکل کر چبوترے سے باہر آ گئے ہلکی بارش اور رات کے اندھیرے میں وہ لاشیں جلانے والے آدمی کی کوٹھڑی کی طرف بڑھے۔ کیونکہ وہ یہ سمجھے کہ چونکہ بارش ہو رہی ہے اس لیئے لاشیں جلانے والے نے لاش کو کوٹھڑی میں رکھ دیا ہو گا۔

چاروں نیلے آدمی کوٹھڑی کے قریب آئے تو دیکھا کہ دروازہ کھلا ہے مگر آدمی کہیں نظر نہیں آ رہا۔ وہ کوٹھڑی میں آ گئے۔ کوٹھڑی کے فرش پر لاش پڑی تھی۔ انہوں نے جھک کر دیکھا۔ ایک

نیلا آدمی بولا۔

"مردہ ٹھگنے قد کا ہے۔ اس کے سر میں ہندوؤں ایسی بودی بھی ہے۔"

دوسرا نیلا آدمی کہنے لگا۔

"مگر صحت مند گول مٹول مردہ ہے۔ دبلا پتلا نہیں ہے۔"

تیسرا نیلا آدمی بولا۔

"ہمیں اس کے عوض چاندی کے چار سکے نہیں دینے چاہئیں۔"

عین اسی وقت کوٹھڑی میں آواز آئی۔

"تم دو سکے ہی دے دو۔"

چاروں نیلے آدمیوں نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔ کوٹھڑی میں ان کے سوا اور کوئی زندہ انسان نہیں تھا۔ یہ آواز کس نے دی تھی۔ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ ایک نیلے آدمی نے لاش کی طرف اشارہ کیا۔

"ادھر دیکھو۔"

ٹھگنے ہندو کے مردے کی آنکھیں کھلی تھیں۔ اور ایک ہاتھ کی ہتھیلی پھیلی اور اوپر کو اٹھی ہوئی تھی۔ مردے کی وہی آواز پھر آئی۔

"تم دو سکے ہمارے دو اور میری لاش لے جاؤ۔"

یہ نیلے آدمی یونہی ڈسنے والی مخلوق نہیں تھی۔ وہ سینکڑوں لاشوں کو اب تک کھا چکے تھے۔ مگر بولتا ہوا مردہ انھوں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ وہ کچھ گھبرا کر، کچھ بوکھلا کر کوٹھڑی سے نکل کر چبوترے کی طرف دوڑے۔ چبوترے کے پاس پہنچے تو وہی ٹھگنا مُردہ بارش میں چبوترے پر کھڑا اپنے سر کی بُودی کو ہاتھ سے سہلا رہا تھا۔ دوسرا ہاتھ باہر نکال کر بولا۔

”ان کٹوریوں میں آجاؤ۔“

اور پھر کھی، کھی، کھی کر کے ہنسنے لگا۔ نیلے آدمی اب تو ہڑبڑا کر چبوترے کے خفیہ دروازے میں داخل ہونے کو لپکے مگر عین اس وقت ٹھگنے مُردے نے ان چاروں کو گردنوں سے پکڑ کر زمین پر پھینکا تو وہ ننھے منے مینڈک بن گئے۔ ٹھگنے ہندو مُردے نے انہیں باری باری چار کٹوریوں میں بند کر کے اوپر زمین پر سے کیچڑ اٹھا کر ان میں بھر دیا اور پھر ہوا میں چاروں کٹوریوں کو زور سے اچھالا۔ چاروں کٹوریاں اندھیری رات اور بارش میں غائب ہو گئیں۔

اس وقت تھیوسانگ اپنی کوٹھڑی کے فرش پر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اندازے کے مطابق آدھی رات گذر چکی تھی اور اب اسے نیلی لڑکی کو زیر زمین جہنم سے نکال کر فرار ہونا تھا۔ اسی طرح تھیوسانگ نے خود کو چھوٹا کرنے کے بعد دیوار کی کھوپڑی والے سوراخ میں سے گذار کر دوسری طرف محرابی راہ داری کی تاریکی میں گرا دیا۔ یہاں وہ پھر پورے قد کے ساتھ ہو گیا اور نیلی لڑکی کی کوٹھڑی کی طرف تیز تیز چلا۔ نیلی لڑکی اسی طرح فرش پر بندھی پڑی تھی۔ تھیوسانگ نے آہستہ سے کہا۔

”میں آگیا ہوں۔ کیا تم تیار ہو؟“

نیلی لڑکی نے کوئی جواب نہ دیا۔ تھیوسانگ اس کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ لڑکی نے آہستہ سے کہا۔

”مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ یہ لوگ ہمیں پکڑ لیں گے۔“

تھیوسانگ نے کہا۔

”تمہیں ویسے بھی مر جانا ہے ایک کوشش کر لینے میں کیا ہرج ہے شاید تمہاری زندگی بچ جائے۔“

نیلی لڑکی نے کہا۔

”مجھے تمہاری جان کی فکر ہے میرے بھائی۔“

تھیوسانگ کہنے لگا۔

”یہ وقت ان فضول باتوں کا نہیں۔ ہمیں اس وقت یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔“

تھیوسانگ نے جلدی جلدی لڑکی کی رسی کھول کر اسے آزاد کیا اور بولا۔

”اب تم آگے آگے چلو کیونکہ تمہیں سرنگ تک جانے والے راستہ کا پتہ ہے۔“

نیلی لڑکی نے اندھیرے میں تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور پھر خاموشی سے دیوار کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ تھیوسانگ اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ تاریک راہ داری کے بالکل آخر میں پہنچے تو وہاں سے اندھیرے میں ایک ڈھلان نیچے اتر رہی تھی۔ نیلی لڑکی نے سرگوشی میں کہا۔

”یہی وہ سرنگ ہے جو زمین کے اندر سے ہوتی ہوئی مرگھٹ تک جاتی ہے۔ مجھے کچھ اندازہ نہیں کہ وہ لوگ مرگھٹ سے لاش لے کر ابھی واپس آئے ہیں کہ نہیں۔ اگر وہ راستے میں مل گئے تو کیا ہوگا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ نے سرگوشی میں کہا۔

"دیکھا جائے گا۔ تم آگے بڑھو"

دونوں اندھیرے میں ڈھلوان سے اتر کر تنگ و تاریک سرنگ نما غار میں داخل ہو گئے۔ سرنگ دور تک سنسان اور ویران تھی۔ نیلی لڑکی نے کہا کہ کہیں کوئی پہرے دار نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ نیلے آدمی لاش کو لے کر واپس جا چکے ہیں۔ یہ اچھی بات ہے۔ ہمیں تیز تیز چلنا چاہیئے۔ تھیوسانگ اور نیلی لڑکی نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ چلتے چلتے آخر وہ ایک جگہ پہنچے تو انہیں بارش کی آواز سنائی دی۔ نیلی لڑکی نے کہا۔ "باہر بارش ہو رہی ہے۔ ہم چبوترے کے دروازے پر پہنچنے ہی والے ہیں۔ تھیوسانگ خوش ہوا کہ اس لڑکی کو لے کر وہ بھی اس جہنم سے باہر نکل آیا۔ آخر وہ خفیہ دروازے سے نکل کر مرگھٹ کے چبوترے کے پاس آ گئے۔ اس وقت بجلی چمکی تو نیلی لڑکی سہم کر تھیوسانگ کے ساتھ لگ گئی۔ کیوں کہ چبوترے پر وہی جھگنے ہندو کا مردہ بے حس و حرکت پڑا بارش میں بھیگ رہا تھا۔

اس کے بعد کیا ہوا؟ عنبر سمندر میں پتھر کے ساتھ زنجیر سے بندھے عنبر پہ کیا گزری۔ کیٹی جل پری کے روپ میں کہاں سے کہاں نکل گئی۔ اور عنبر سیاہ نقش بن کر بادبانی جہاز کے پیندے سے لگا کہاں گیا۔ ان سوالوں کے سنسنی خیز اور انتہائی دلچسپ جواب آپ کو عنبر ناگ ماریا کی پراسرار داستان کی اگلی قسط نمبر ۱۲۵ "آسیبی چیخ" میں ملیں گے۔

میرے نام

پیارے انکل اے حمید صاحب سدا خوش رہیں۔

السلام علیکم!

آج میں آپ کو پہلی مرتبہ خط لکھ رہا ہوں۔ آپ کے ناول میں بہت شوق سے پڑھتا ہوں۔ کیونکہ آپ کے ناولوں میں جو طلسم ہے وہ ہمیں جکڑ کر رکھ لیتا ہے۔ آپ کے اس ماہ کے ناول "خوانی راز" "سرکٹا ناگ" "عنبر کی قبر" بہت دلچسپ رہے۔ پڑھ کر دل خوش ہو گیا۔ پلیز میرے ایک سوال کا جواب ضرور دیں۔ کہ کیا عنبر ناگ، ماریا، کیٹی اور تھیوسانگ واقعی زندہ ہیں۔ اور کیا آپ اُن سے ملاقات کر چکے ہیں؟ اس کا سچ سچ جواب دیجئے۔ ایک شکایت یہ ہے کہ آپ کے ناول مارکیٹ میں بہت دیر سے آتے ہیں۔ ہمیں نئے ناولوں کا شدت سے انتظار رہتا ہے لیکن آپ کے ناول مارکیٹ میں جلد نہیں آتے۔ جس سے ہمیں ذہنی کوفت ہوتی ہے۔ پلیز انکل ناول ہر ماہ کی یکم تاریخ کو مارکیٹ میں بھیج دیا کرو۔ اور آئندہ انکل عنبر، ناگ ماریا کی مکمل فہرست مجھے ضرور بھیجیں۔ میں بے چینی سے انتظار کروں گا۔ ویسے ایک بات نوٹ کر لیں۔ کہ عنبر ناگ، ماریا، کیٹی، تھیوسانگ حقیقت میں نہیں ہیں۔ یہ آپ ہم بچوں کو دھوکہ دے کر لوٹ رہے ہیں۔ اگر یہ واقعی زندہ ہیں تو آپ کو کیسے پتہ چلتا ہے۔ جب کہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ویسے اگر آپ کے پاس کوئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ثبوت ہے تو وہ ثبوت بتائیں اور ہاں ویسے میں ہر ماہ آپ کے ناول خرید کر پڑھتا ہوں گا۔ اس لیے ناراضگی معاف۔

فقط عنبر ناگ ماریا کی کہانیوں کا شوقین

خالد حسین مکان نمبر ۲۰۳ E ۔ بھٹہ کوٹ عارف آباد نزد جامعہ مسجد حنفیہ۔ بیدیاں روڈ لاہور

جناب اے حمید صاحب السلام علیکم

بعد سلام عرض ہے۔ میں آپ کا پرانا قاری ہوں میں نے آپ کی موت کے تعاقب اور واپسی کی پوری قسطیں پڑھی ہیں۔ اور اب خلا والی قسط سانپ کا قیدی پڑھ کر آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔ آپ کے قلم کا میں شروع ہی سے معترف رہا ہوں بلاشبہ آپ ایک عظیم قلم کار ہیں۔ اتنا تاریخی مواد غالباً آج تک کسی نے اپنے ناولوں میں بیان نہیں کیا۔

آپ سے چند شکایتیں تھیں۔ وہ یہ کہ آپ ہندوستان کی تاریخ اور مصر وغیرہ تو تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ جہاں تک میں نے دیکھا آپ مسلمانوں کی تاریخ سے کوئی دلچسپی نہیں لیتے۔ جنگ عظیم کے واقعے تو آپ کے ناولوں میں بکثرت ہوتے ہیں۔ لیکن صلیبی جنگوں کا کوئی ذکر نہیں۔ مسلمان بزرگوں کے بجائے آپ سادھوں، جوگیوں اور پنڈتوں کا ذکر کرتے ہیں حالانکہ مسلمان تاریخ کے عظیم فاتحوں میں سے ہیں۔ اور یہ کہ آپ عنبر سے بڑی ناانصافی کرتے ہیں اور حالانکہ وہ سیریز کا ہیرو ہے۔ امرتا کو آپ نے بالکل دبا دیا ہے۔

ور سونے پر سہاگہ اس کی طاقت بھی چھنتی رہتی ہے۔ اُمید ہے آپ بری شکایات پر غور کریں گے۔

فی امان اللہ

فقط فہیم الزمان گلی ۱۳ کوارٹر نمبر ۲۱ سیکٹر بی ۳۵ کورنگی کراچی۔

پیارے انکل اے حمید صاحب صدا پھولوں کی طرح مسکراتے رہیں۔

السلام علیکم! میں آپ کے ناول بڑے شوق سے پڑھتا ہوں کیونکہ آپ کے ناول بہت ہی دلچسپ، حیرت انگیز، رونگٹے کھڑے کر دینے والے نصیحت آموز ہیں۔ میں نے آپ کے تقریباً ۲۲۴ ناول پڑھے ہیں۔ اور اب ہر ماہ آپ کے نئے ناولوں کے آنے کا مجھے شدت سے انتظار رہتا ہے۔ میں ایک ایک لمحہ گن گن کر گزارتا ہوں، کہ کب مہینہ ختم ہو کر آپ کے نئے ناول پڑھوں۔ برائے مہربانی آپ سے نہایت ہی معصومانہ لہجہ میں ——— استدعا کرتا ہوں کہ آپ ہر ماہ تقریباً پانچ ناول بھیجا کریں۔ ں آپ کو وہ قصہ سناتا ہوں جس کی بناء پر میں نے آپ کے نصیحت آموز اول پڑھنے شروع کیے۔ میری بڑی باجی سکول ٹیچر ہیں ایک دن ہوں نے آپ کا ایک ناول خریدا تھا وہ میں نے پڑھا تو وہ بہت ہی مجھے چھا لگا۔ اچھا انکل آپ یہ تو بتائیں کہ ناگ، عنبر، ماریا واقعی جیتے جاگتے انسان ہیں یا کہ یہ کردار ہیں۔ برائے مہربانی میری طرف لکھیں اگر واقعی یہ جاگتے انسان ہیں تو برائے مہربانی آپ ان کی ملاقات میرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھ کرائیں اچھا اب اجازت چاہتا ہوں۔ میری طرف سے ناگ عنبر وغیرہ کو بہت بہت سلام قبول ہو۔ خدا حافظ

رضا محمد۔ شاہ لائبریری اینڈ نیوز ایجنسی قاضی سٹریٹ پشاور صدر۔

میرے پیارے انکل اے حمید

السلام علیکم۔ میں نے آپ کی لکھی ہوئی قسط وار کہانی خطرناک تجربہ اور سانپ کا قیدی پڑھیں۔ بے حد پسند آئیں انکل آپ نے یہ قسط وار کہانی بہت ہی لمبی لکھی ہے جس کی اب تک ایک سو سے اوپر قسطیں شائع ہو چکی ہیں اور ابھی مزید آپ ہمارے لیے لکھ رہے ہیں یہ تو آپ کی ذہانت ہے کہ آپ نے بچوں کے لیے اتنی دلچسپ حیرت انگیز اور طویل داستان محنت اور لگن کے ساتھ لکھنے کی سعادت حاصل کی دعا ہے کہ آپ عنبر ناگ ماریا کی کہانیاں ہمارے لیے اسی محبت اور لگن کے ساتھ لکھتے رہیں آپ عنبر ہوشیار کی ایک بڑی تصویر بھیجیے۔

خدا حافظ

عمران احمد گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ا ڈیرہ غازی خان۔

پیارے انکل اے حمید صاحب

السلام علیکم! آپ کی نئی عنبر ناگ ماریا پڑھی یعنی خونی راز۔ اور عنبر کی قبر پڑھی۔ بہت اچھی تھی۔ آپ کی عنبر ماریا ناگ ایک مہینے اور پندرہ تاریخ کو آتی ہے اور آپ دیر سے کیوں بھیجتے ہیں جلدی بھیجا کریں اور کہانیاں بھی جلدی لکھا کریں۔ آج کل آپ کی کہانی دیر کو آتی ہے۔ جلدی بھیجا کریں۔ اور آپ کی کہانی خلائی گھڑی کا قیدی شائع نہیں ہوئی ہے۔ اور آپ نے غیبی لاش میں لکھا تھا۔ خلائی گھڑی کا قیدی کا شائع ہونے کا بتا دوں گا: کہانیاں آپ جلدی شائع کریں۔ شکریہ۔

فقط والسلام

عمران احمد خان ہفتم اے۔ حافظ انجینئرنگ ورکس۔ نزد تھل سینما بھکر۔

محترم جناب اے حمید صاحب! آداب و سلام!

عنبر، ناگ، ماریا کا موت کا تعاقب اور واپسی کی تمام اقساط جواب تک شائع ہو چکی ہیں۔ پڑھ چکا ہوں۔ میں آپ سے ہرگز۔ یہ سوال نہ کروں گا کہ آیا ان میں کچھ حقیقت ہے یا نہیں کیونکہ بندے کا خود بھی ایک اندازہ ہوتا ہے۔ اب ان تینوں کرداروں کا خلا میں آپ نے جو سفر کروانا شروع کیا ہے۔ وہ خاصی اچھی کاوش معلوم ہوتی ہے۔ اس سے ایک تو معلومات میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے اور مزید نئی نئی باتیں معلوم ہو رہی ہیں۔

آپ کے ناولوں کی تعریف کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے برابر ہے

امرناتھ دہلوی۔ شام نگر۔ چوبرجی لاہور۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا

خوبصورت جلد میں حاصل کیجیے!

	کتابوں کی قیمت:	جلد کی قیمت:	ڈاک خرچ:
پہلی جلد: عنبر ناگ ماریا ۱ تا ۶ :	۳۰/۰۰	۶/۰۰	۵/۰۰

کُل رقم -/۴۱ روپے ہوتی ہے۔

لیکن ہم آپ کو یہ جلد صرف -/۳۰ روپے میں مہیا کریں گے۔
جلد مُفت اور ڈاک خرچ بھی ادارہ ادا کرے گا۔

اِسی طرح

دوسری جلد ۷ تا ۱۲ ——— ۳۰/۰۰ روپے
تیسری جلد ۱۳ تا ۱۸ ——— ۳۰/۰۰ روپے
چوتھی جلد ۱۹ تا ۲۴ ——— ۳۰/۰۰ روپے

آپ چاروں جلدیں گھر بیٹھے منگوا سکتے ہیں۔
چار جلدیں اکٹھی منگوانے پر مزید رعایت یعنی -/۱۲۰ روپے کی
بجائے صرف ۱۱۰/۰۰ روپے بذریعہ منی آرڈر بھجوائیں۔

نوٹ: بذریعہ وی پی یہ جلدیں ارسال نہیں کی جائیں گی

نیا مکتبہ اقرأ ——— ۱۴/بی، شاہ عالم مارکیٹ لاہور